



Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

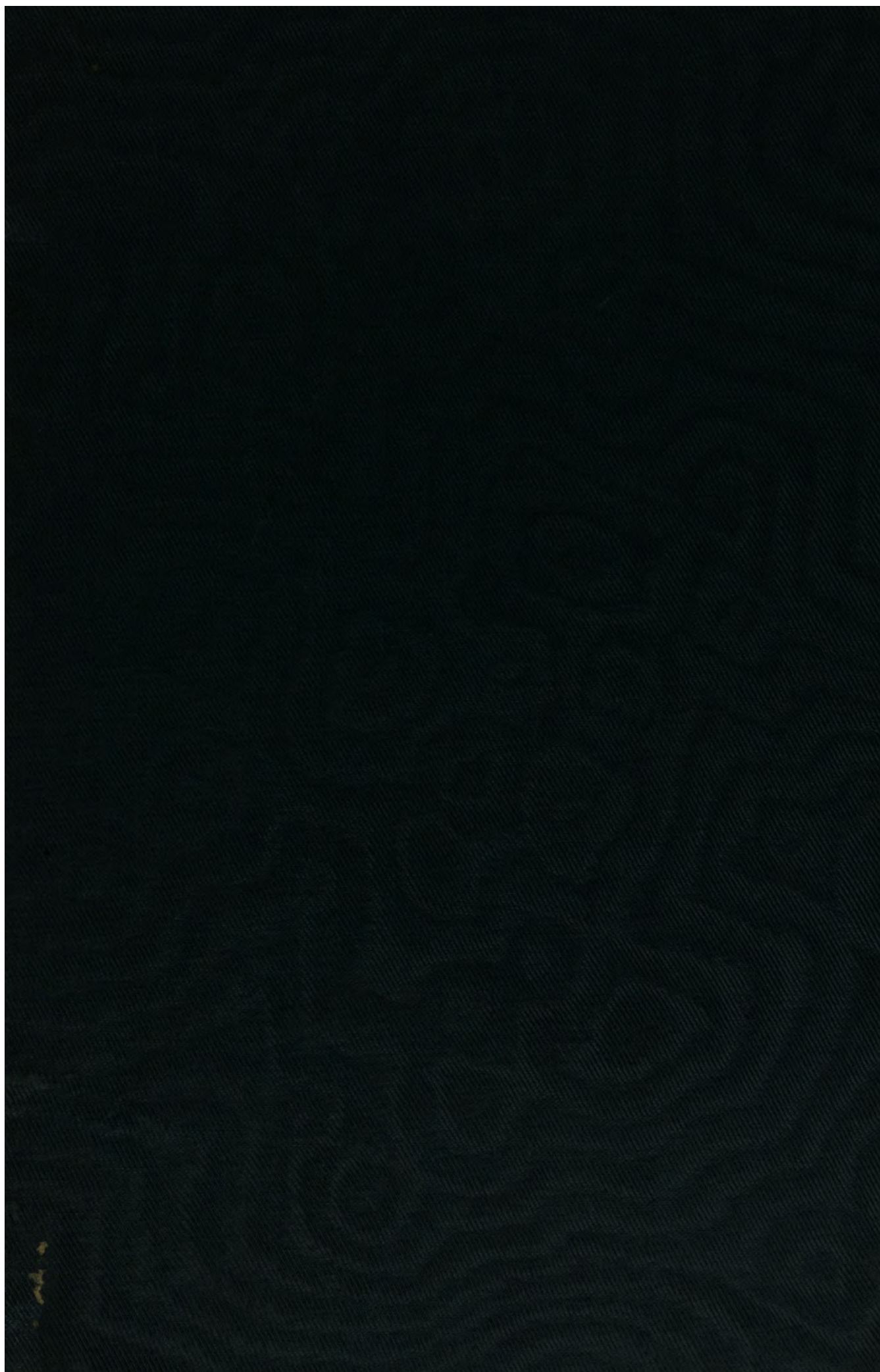
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries
and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

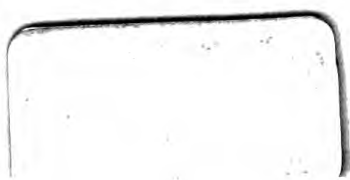
For more information see:

<http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks>



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-
ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.





16.B.10.

16 B 10





بچتے ہیں *

دیکھو اس گھڑی سے کس قدر فائدہ ہوتا ہے کہ سوچ اور ستاروں میں سے کسی کی حاجت نہیں ہوتی جہاں بیٹھ کر چاہو وقت دریافت کر لو *

اس گھڑی کو انگریز لوگ ہی بنا سکتے ہیں اب تک یہاں کے لوگوں نے ہندو علمیت اور صنعت حاصل نہیں کی ہے کہ ویسی گھڑی بنا سکیں *

گھڑیاں بیش قیمت ہوتی ہیں اور اس سبب سے عموماً ہندوستانیوں کو اکثر میسر نہیں ہو سکتیں بعض لوگ بالو یا پانی یا دھوپ کی گھڑی سے اپنا مطلب نکالتے ہیں انگلستان میں اور چین میں بھی عمدہ طیار ہوتی ہیں مثل بلوری کانچ کے وہاں ایک قسم کا کانچ بھی بنتا ہے اُسکے طیار کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ بالو اور شورے کو جو ایک طرح کی دھات ہے تیز آنچ میں پگھلاتے ہیں اور جب وہ پگھل کر پتلا ہو جاتا ہے تب اُسے دھال کر کانچ کے تختے بنا لیتے ہیں *



اور بڑی سوئی منٹ کو۔ جتنی دیر میں چھوٹی سوئی ایک عدد سے دوسرے عدد تک



محسوس کرتی ہے اس قدر وقت کو ایک گھنٹہ کہتے ہیں

چھوٹی سوئی رات دن میں دو دفعہ دورہ

کرتی ہے کیونکہ رات دن میں چوبیس گھنٹے ہیں

اور بڑی سوئی ایک گھنٹے کے عرصے میں ایک

دورہ پورا کرتی ہے کیونکہ ایک گھنٹے کے ساٹھ منٹ

ہوتے ہیں اس واسطے گھڑی کے گرد ساٹھ نشان چھوٹی چھوٹی لکیر دن سے بنے رہتے ہیں

اور وہ بڑی سوئی ایک منٹ کے عرصے میں ایک چھوٹا حصہ طو کرتی ہے دوپہر اور آدھی رات

وقت دونوں سوئیاں بارہ کے عدد پر آ جاتی ہیں پھر ایک گھنٹے کے عرصے میں چھوٹی سوئی

ایک ایک عدد پر پہنچتی ہے اور بڑی سوئی اسی ایک گھنٹے کے عرصے میں اپنا دورہ پورا کر کے

بارہ کے عدد پر پہنچتی ہے۔ اس گھڑی میں گھنٹوں کا شمار داہنی طرف سے ہوتا ہے یعنی

بارہ کے عدد سے دونوں سوئیاں داہنی طرف کو چلتی ہیں چھوٹی سوئی بارہ کے

نشان سے جن نشانوں تک دورہ کر چکی ہو اسی قدر گھنٹے معلوم کرو اور بڑی سوئی

جتنے منٹ پر ہو اسی قدر منٹ ان گھنٹوں پر جانو مثلاً گھڑی کے نقشے میں چھوٹی سوئی

ایک کے نشان کے بعد ہو اور منٹ کی سوئی ۵ کے نشان پر ہو اس سے دریافت کرو

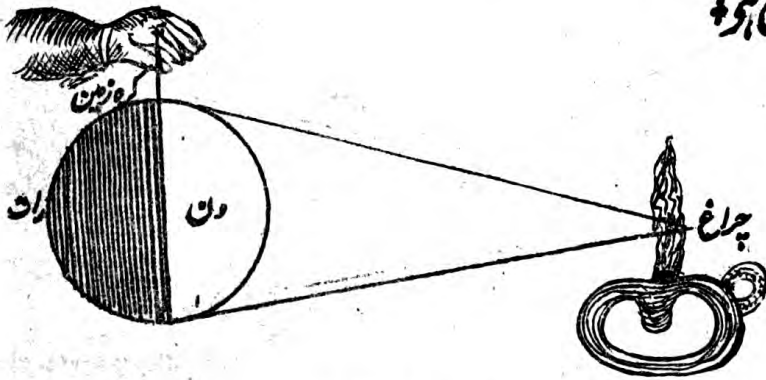
کہ ایک پر پچیس منٹ گزر چکے ہیں کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے نشان بڑی سوئی یعنی منٹ والی

سوئی کے ہیں انہیں سے ایک سے دوسرے پر وہ ایک منٹ میں آتی ہے۔

ہندوستان کے لوگ سورج کے طلوع سے دن کا شروع مانتے ہیں اور انگریز

آدھی رات سے اس واسطے انگریزی گھڑی کے حساب سے دوپہر اور آدھی رات پر بارہ

اوٹ سے اُسکا ایک حصہ تاریکی میں ہو جائیگا اور دوسرا حصہ جو تاریکی میں تھا روشنی میں ہو جائیگا اسی طرح اپنے محور پر گھومنے سے کرۂ زمین پر بھی اندھیرا اور اجالا ہو کر رات و دن ہوتا رہتا ہے اور زمین کے قطب شمالی اور جنوبی کے نزدیک چٹھہ مہینے تک دن اور چٹھہ مہینے رات رہتی ہے۔



بارہواں سبق

گھڑی کے بیان میں

شاگرد۔ آپ نے فرمایا کہ زمین چوبیس گھنٹے کے عرصے میں اپنے محور کے گرد ایک مرتبہ گھوم جاتی ہے مگر یہ بتلانیے کہ گھنٹے کا انداز کیا ہے؟
استاد۔ ایک دفعہ سوچ کے طلوع سے دوسری دفعہ سوچ کے طلوع تک ساٹھ گھڑیاں ہوتی ہیں اور ساٹھ گھڑیوں کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔

ولایتی گھڑیوں سے انکی حقیقت بخوبی دریافت ہوتی ہے اسلیے اُسکا بیان اور نقشہ لکھا جاتا ہے۔ گھڑیاں انگلستان میں بنتی ہیں۔ گھڑی کی گول ڈیا ہوتی ہے اور اُسکا محیط بارہ برابر حصوں پر تقسیم کیا ہوا ہوتا ہے اس میں ایک سے لیکر بارہ تک کے نشان بہ ترتیب عددوں میں لکھے ہوتے ہیں اور ہر ایک حصے میں پانچ پانچ منٹ کے نشان اور اُس ڈیا کے مرکز پر دو سوئیاں پھرتی ہوئی رہتی ہیں ان میں سے چھوٹی سوئی گھنٹے کو بتلاتی ہے

دو زمین تیار ہوتی جاتی ہیں اسی قدر یہ تارے اور بھی زیادہ نظر پڑتے جاتے ہیں تحقیق
یہ تارے ہزارین انگور دیکھ کر یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ صرف یہی خلقت ہے جو نظر آتی ہے بلکہ
تمام ستاروں کا یہ آسمان خدا کی خلقت کا ایک چھوٹا حصہ ہے اور خدا کی خلقت میں ایسے
کئی ستاروں کے آسمان واقع ہیں۔ اور وہ یہاں سے اس قدر دوری رکھتے ہیں کہ کالے
آسمان میں سفید بادل کے ٹکڑوں کے مانند وہ ذرہ ذرہ سے چمکتے ہیں چونکہ خلقت کا پھیلاؤ
اور خدا کی قدرت آدمی کے خیال میں نہیں آسکتی ہے

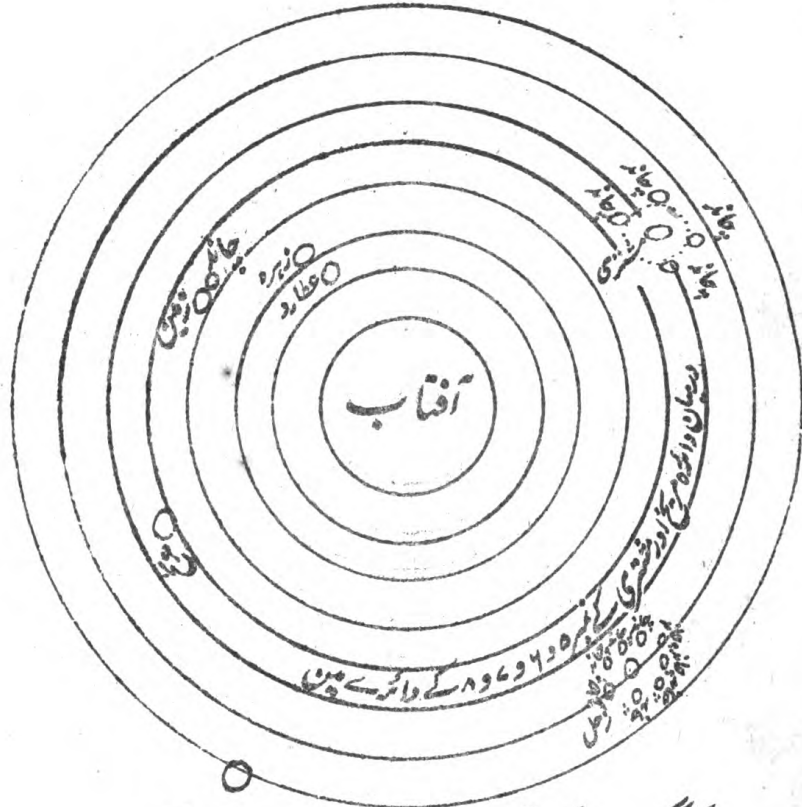
شاگرد۔ آپ نے خدا کی خلقت لا انتہا بتلائی یہ بات میرے ذہن نشین ہوئی مگر یہ
سنا چاہتا ہوں کہ زمین سورج کے گرد کتنے دنوں میں دورہ کر کے اپنے مقام سابق پر آ جاتی ہے
استاد۔ زمین ۳۶۵ دن پانچ گھنٹے اور چھپتن منٹ سینتالیس سکنڈ یعنی ۳۶۵
۴ گھنٹہ ۳۵ منٹ کے عرصے میں سورج کے گرد دورہ کر کے اپنے مقام پر آ جاتی ہے اور اس
عرصے کو سال کہتے ہیں لیکن ہندوستان کے لوگ سال کے دنوں کو اور طرح مانتے ہیں
اس واسطے انکو تیسرے برس کے بعد ایک مہینہ لونڈ کا ماننا پڑتا ہے زمین سوائے سورج کے
گرد گھومنے کے اپنے محور پر بھی چوبیس گھنٹے کے عرصے میں ایک دفعہ مغرب سے مشرق کو
گھوم جاتی ہے اور وہی رات دن ہونے کا باعث ہے

جو ملک سورج کے مقابل ہوتے ہیں انہیں دن رہتا ہے اور جو اُس سے اڑھین ہوتے ہیں
وہاں رات رہتی ہے اس بات کی مثال دینے کے لیے ایک نقشہ ذیل میں کھینچا جاتا ہے زمین
جو چراغ بنا ہوا ہے اُسکو آفتاب مانو اور گولے کو زمین اس گولے کے لٹکانے کے واسطے
جو اوپر کی طرف دوری لگی ہوئی ہوتی ہے اُسکے پھر انے سے گولہ گھوم جاتا ہے اور گولے کا
پہلا حصہ جو چراغ کے روبرو ہو گا وہ پھیرنے سے اندھیرے کی طرف ہو جائیگا یعنی گولے کی

ایک سے زیادہ بھی دورہ کرتے ہیں انکا نقشہ زحل کی گردش کے دائرے میں دیکھو +
یہ مت خیال کرو کہ سورج کے گرد صرف تیارے ہی دورہ کرتے ہیں بلکہ دُم دار ستارے
بھی مگر انکی گردش کی تحقیقات ابھی تک بخوبی نہیں ہوئی ہر اس لیے انکے طلوع اور غروب کی
کیفیت بخوبی نہیں کہہ سکتے ان ستاروں کے پیچھے ایک روشنی کی دُم سی لگی رہتی ہر اس لیے
انکا نام دُم دار ستارہ مشہور ہوا نہیں ہے بعض بعض ستاروں کے ایک دُم سے زیادہ بھی ہوتی ہیں
ستاروں اور دُم دار ستاروں کے سواے باقی ستارے ساکن ہیں یعنی وہ دورہ
نہیں کرتے یہ بات قیاساً معلوم ہوتی ہے کہ ستاروں کے گرد بھی سیطرہ چاند اور تیارے سیطرہ دورہ کرتے ہونگے
جسطرح اس سورج کے گرد دورہ کرتے ہیں یہ بھی یاد رکھو کہ چاند اور ستارے خود روشن
نہیں ہیں وہ سورج کی روشنی سے روشنی پاتے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان سب پر بھی جانور
ہستے ہوں کیونکہ خدا نے اپنی خلقت میں کوئی چیز مفائدہ پیدا نہیں کی ہے +
شاگرد۔ یہ ستارے اور ستارے جو دکھلائی دیتے ہیں وہ کس قدر دوری رکھتے ہیں
استاد۔ سورج اس قدر بڑا ہے کہ اُس کے گرد جو ستارے دورہ کرتے ہیں انہیں سے
گیارہویں ستارہ یونیس اور سورج کے درمیان ایک ارب اور تسی لاکھ میل کا تفاوت ہے
خدا کی خلقت کا تو یہی ایک نہایت چھوٹا حصہ ہے کیونکہ آسمان میں باریک سے باریک
جو ستارہ چمکتا ہوا نظر آتا ہے وہ بھی اسی طرح کا ایک سورج ہے اور ہر ایک کے گرد ستارے
اور ستارے دورہ کرتے ہیں اور انہیں غالباً جانور بھی رہتے ہیں۔ اگرچہ ستارے پاس پاس
دکھلائی دیتے ہیں مگر وہ کروڑوں کروڑوں کا فاصلہ ایک دوسرے سے رکھتے ہیں۔
ہم لوگوں کی نظر میں تمام تارے نہیں آتے ہیں جب دوربین لگاتے ہیں تب اُس کے وسیع
چند تارے جو بغیر دوربین کے ہرگز نظر نہیں پڑتے دکھلائی دیتے ہیں اور جس قدر بڑی

۹- اور دسٹا کی جگہ وغیرہ:

نقشہ



زمین سورج کے گرد دورہ کرتی ہے اس کے ساتھ چاند بھی سورج کے آس پاس پھرتا جاتا ہے
 اس کے دورے کی ترتیب نقشہ مذکور میں دیکھو کہ زمین کے دائرے کے دورے میں ایک نقطہ
 لکھا ہوا ہے اسے زمین خیال کرو اور اس کے چاروں طرف جو دائرہ ہو وہ چاند کی گردش کی
 جگہ ہے اور چاند زمین سے تخمیناً ایک لاکھ بیس ہزار کوس کی دوری رکھتا ہے
 شہ گرو۔ چاند کے سواے اور بھی کوئی قمر یعنی سیاروں کے گرد گھومنے والا ستارہ ہے
 استارہ۔ اس چاند میت اقمار اٹھارہ ہیں اور جسطرح سے چاند زمین کے گرد دورہ
 کرتا ہے اسی طرح وہ بھی اپنے سیاروں کے چاروں طرف دورہ کرتے ہوئے سورج کے گرد
 بھی دورہ کرتے ہیں۔ زمین کے گرد ایک چاند دورہ کرتا ہے مگر بعض سیاروں کے گرد

کہ جو گھوڑانی گھنٹے تیس تیس کوس چل سکتا ہو وہ دن رات چلا جاوے تو زمین سے سو بج تک دوسو چوتھربس کے عرصے میں پہنچے اور کرۂ زمین کے کوس سے بڑا ہو کیونکہ زمین کے گولے کا قطر تو چار ہزار کوس ہو مگر سو بج کا قطر یعنی ۱۔ سے۔ ب۔ تک کا ہے۔
تجیباً ۵۳۰۴۰۰ کوس کا ہے اسی باعث سے سو بج کے نسبت



زمین نہایت چھوٹی ہو اگر زمین کو مٹر کے برابر خیال کرو تو سو بج کو ۱ گھرے کی مثال اور زمین سے سو بج پونے پانچ کرو کوس کی دوری رکھتا ہو اس سبب سے چھوٹا دکھائی دیتا ہو زمین سمیت گیارہ سترے جس ترتیب سے نیچے لکھے ہیں اسی ترتیب سے سو بج کے گرد دورہ کرتے ہیں :

انکے نام یہ ہیں عطارد ۲۔ زہرہ ۳۔ زمین ۴۔ مریخ ۵۔ سوسٹا ۶۔ جو نو ۷۔ سیریز ۸۔ پالس ۹۔ مشتری ۱۰۔ زحل ۱۱۔ یورنیس ۱۲۔ انین سے عطارد۔ زہرہ زمین۔ مریخ۔ مشتری۔ زحل۔ ان سیاروں کے نام عربی اور فارسی وغیرہ میں چلے گئے ہیں مگر باقی سیاروں کو انگریزوں نے دورہ میں کے ویلے سے دیکھ کر ظاہر کیا ہے انکے نام اس ملک کی کتابوں میں نہیں ملتے اسلئے انکے انگریزی ہی نام مرقوم ہوئے ہیں :

شاگرد۔ حضرت نے سیاروں کے بیان میں چاند کا بیان فرمایا اسکا کیا باعث ہو استاد۔ سیاروں میں چاند کا شمار نہیں ہو کیونکہ وہ قمر زمین ہو :

شاگرد۔ اقمار اور سیاروں میں کیا تفاوت ہو :

استاد۔ سیارے صرف سو بج کے گرد دورہ کرتے ہیں اور اقمار اپنے سیاروں کے گرد دورہ کرتے ہیں اور اپنے سیاروں کے ساتھ سو بج کے گرد بھی دورہ کرتے ہیں اسکا نقشہ آگے لکھا جاتا ہے اس میں سیاروں کے نام کے عوض اکثر نمبر مقررہ بالا دیے ہیں یعنی مشتری کی جگہ

سبب سے رقیق اور سبک ہو کر پھیلنا ہی تب وہ ہوا کا حصہ بسبب سبکی کے اوپر کو چڑھتا ہے اور اوپر کی سرد ہوا جو بھاری رہتی ہے اس پاس اسکی جگہ میں آ جاتی ہے سبب یہ ہے کہ ہلکی چیز اوپر رہتی ہے اور بھاری چیز تلے مثلاً تیل اور پانی کو ملاؤ تو بھاری پن سے پانی تلے اور ہلکے پن سے تیل اوپر ہو جاوے گا۔

جب سردی یا گرمی یا اور کسی سبب سے ہوا کا کوئی حصہ ایک دوسرے کی جگہ میں زور کے ساتھ آ جاتا ہے تو اسکو طوفان کہتے ہیں بعض وقت یہ طوفان اس شدت سے آتا ہے کہ بڑے بڑے درخت جڑ پیر سے اکھڑ جاتے ہیں اور عمدہ عمدہ مضبوط مکان اسکے صدمے سے گر پڑتے ہیں تیز ہوا ایک گھنٹے کے عرصے میں ۳۵ میل جاتی ہے مگر جھکڑ ایک گھنٹہ میں ۱۲۰ میل تک جاسکتا ہے یعنی اسکی تیز روی توپ کے گولے سے بھی زیادہ ہے۔

گیارہواں سبق

شاگرد۔ حضرت نے حیوانات۔ نباتات۔ جمادات اور زمین اور پانی اور گرمی اور روشنی اور ہوا کا بیان فرمایا اسکو منکر مجاہد بخوبی آگا ہی ہوئی مگر اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ خلقت مذکورہ کے سوا کس اور بھی خلقت ہے یا نہیں؟

استاد۔ لڑکے خدا کی خلقت لا انتہا ہے انسان کی عقل کماں استقدر پہنچ سکتی ہے؟ خدا کی قدرت کا پار پاسکے میں نے تیرے سامنے جسکا بیان کیا ہے وہ خدا کی خلقت کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے کیونکہ سورج اور ستارے اور سیارے وغیرہ انہیں سے کوئی خدا کی خلقت سے باہر نہیں ہے آسمان پر جو ستارے دکھلائی دیتے ہیں انہیں سے سورج بڑا ہے اسکی روشنی سے زمین پر روشنی اور گرمی رہتی ہے مگر وہ زمین سے استقدر دوری رکھتا ہے

اور آواز بھی اسی ہوا کے باعث سنائی دیتی ہے اگر ہوا نہ ہو تو رنگ کچھ نہ دکھلائی دیوین اور آواز بھی نہ سنائی دیوے ہوا زمین کے نزدیک بھاری رہتی ہے مگر زمین سے ہوا جس قدر دور ہوتی ہے اسی قدر ہلکی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ زمین سے تینتیس کوس کی بلندی پر مطلق ہوا نہیں رہتی اور نہ وہاں بادل نہ آندھی اور نہ اس زمین کے جانور جی سکتے ہیں اگرچہ ہوا آنکھوں سے دکھلائی نہیں دیتی ہے پر بدن میں لگنے سے فوراً معلوم ہو جاتی ہے خصوصاً جب کوئی دوڑ کر چلتا ہے تو ہوا کا اثر بخوبی ظاہر ہوتا ہے خدا نے سب چیزوں کو وزن دیا ہے اس طرح ہوا کو بھی از روے حساب کے معلوم ہوا ہے کہ ایک انچ مربع یعنی ایک انچ لمبے اور ایک انچ چوڑے مکان پر ہوا کا بوجھ ساڑھے سات سیر رہتا ہے اس سے بڑا جو چیز جس قدر لمبی چوڑی ہوگی اسی قدر بوجھ ہوگا :

موتے تازے آدمی کے سب بدن کو ناپو تو اس پر  ایسے مربع قیاساً دو ہزار ہونگے اس سبب سے ایک آدمی کے بدن پر ہوا کا بوجھ ۷۷۵ من یعنی پندرہ چوبیس پونے دو گاریوں میں جتنا بوجھ چل سکتا ہے اسی قدر ہمیشہ بنا رہتا ہے اس بات کو سنکر لوگ اپنے دل میں یہ شک نہ کریں کہ اگر ہر ایک آدمی پر اس قدر بوجھ رہتا ہے تو وہ چورچور کیوں نہیں ہو جاتا ہے باعث یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں ہر عضو کے اندر ہوا پر رہتی ہے وہی اس بوجھ کو سنبھالتی ہے اور لوگوں کو ہوا کا بوجھ معلوم نہیں ہوتا جیسے کوئی آدمی گہرے کنوئین یا تالاب میں غوطہ لگا کر نیچے چلا جاتا ہے تو اس کے اوپر سیکڑوں من پانی ہوتا ہے اور اسکو بوجھ معلوم نہیں ہوتا اس واسطے کہ نیچے کا پانی اوپر کے پانی کو سہارا دیتا ہے ان باتوں کا مضمون تمہارے دل میں تب آدیا جب علم ہوا ہے بخوبی واقف ہو گے و ہوا کے چلنے کا باعث گرمی ہے جب ہوا کا کوئی حصہ سوچ کی شعاع یا زمین کی گرمی کی ہی

استاد۔ روشنی ایک منٹ میں قریب ساٹھ لاکھ کوس کے چلتی ہے پس اس حساب سے سورج کی شعاع کو ہم تک پہنچنے میں آٹھ منٹ لگتے ہیں کیونکہ سورج زمین سے قریب پونے پانچ کروڑ کوس کے دور ہے روشنی سیدھی چلتی ہے اور جو چیز نظر کو نہیں روکتی مثل شیشہ اور بلور اور ابرک وغیرہ اس چیز سے روشنی رُک نہیں سکتی اسکو پھوڑ کر پار ہو جاتی ہے اور جو چیز نظر کو روکتی ہے مثلاً پتھر وغیرہ اس سے روشنی رُک جاتی ہے اور اسکو پھوڑ کر باہر نہیں جاسکتی ۔

روشنی سے حیوانات اور نباتات کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ بسبب روشنی کے سرسبز رہتے ہیں اور جو تاریکی کی جگہ میں رہتے ہیں وہ اکثر سفید رنگ ہوتے جاتے ہیں اور مثل بیمار کے نظر بڑتے ہیں ۔

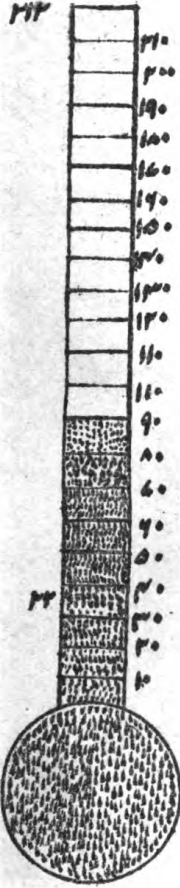
دسواں سبق

ہوا کے بیان میں

شاگرد۔ حضرت کی زبان شریف سے چند طرح کے احوال سننے مگر میرے اس شک کو دور کیجیے کہ اونچے مکان پر سے ہلکی اور وزنی چیزوں کو لیکر دفعتاً چھوڑتے ہیں تو وزنی چیز زمین پر فوراً جاتی ہے اور ہلکی دیر کر اسکا کیا باعث ہے ؟

استاد۔ اسکا باعث یہ ہے کہ یہ زمین کا گرہ چاروں طرف ہوا سے گھرا ہوا ہے اس ہلکی چیز تو رکی ہوئی آتی ہے اور بھاری چیزوں کو ہوا روک نہیں سکتی اس سبب سے زمین آ جلد آ جاتی ہے اور وہ ہوا ہم لوگوں کی زندگی کا باعث ہے کیونکہ سب جانور اسی ہوا کے ذریعے سے دم لیتے ہیں اگر کوئی جانور بغیر ہوا کے مکان میں جا کر کھڑا ہووے تو وہ گھٹ کر مر جاوے۔ سب چیزوں کے طرح طرح کے رنگ ہوا کے وسیلے سے دکھائی دیتے

معلوم ہو جاتے ہیں وہ آئینہ اسطور سے تیار ہوتا ہے اور اسکی صورت اسطرح کی ہوتی ہے کہ



اوپر ایک پتلی ڈنڈی اور تے سے ایک گولا اندر سے

پولا ہوتا ہے اس آئینہ میں اندر سے پارہ بھر کے اسے ایک

کاٹھ کے تختے میں جڑوا دیتے ہیں اور اسکی ڈنڈی ۲۱۲

درجہ میں برابر تقسیم کر دیتے ہیں اسکے اندر گرمی کے

باعث جس درجے تک پارہ چڑھتا ہے اسی قدر گرمی ہوا

معلوم کر دیتے ہیں اس کل میں وہاں تک پارہ چڑھتا ہے

جہاں تک کالازنگ کر دیا ہے تو ہوا میں ۹۰ درجے گرمی

سمجھنی چاہیے اسی طرح جب ۱۰۰ درجے پارہ پہنچے تو

ہوا کی گرمی تلو درجے معلوم کرنی چاہیے اور جب پارہ

اترتے اترتے تیس درجے پر آ جاتا ہے تب ہوا اس قدر سرد

ہو جاتی ہے جس قدر پانی میں سردی ہوتی ہے اور جب پارہ

۲۱۲ درجے پر پہنچتا ہے تب ہوا میں اس قدر گرمی معلوم کرنی چاہیے جس قدر کھوتے ہوئے

پانی میں ہوتی ہے +

نواں سبق

روشنی کے بیان میں

مشاہدہ۔ آپ نے فرمایا کہ روشنی بہ نسبت آواز کے جلد چلتی ہے اس سبب سے

بجلی کی آواز سننے سے پہلے بجلی کی چمک دکھائی دیتی ہے مگر اب میں سنا چاہتا ہوں کہ

روشنی کتنے عرصے میں کتنی چلتی ہے +

اسہن سے بھی آگ کی چنگاریاں نکال کر دکھلا دی ہیں اور پر لکھا گیا ہے کہ بعض چیزیں جلد گرم ہو جاتی ہیں اور بعض دیر میں اسکی یہ مثال ہے کہ کوئی آدمی ایسی کرتی پہن کر آگ کے نزدیک کھڑا ہو جس میں سیپ یا پیتل کے بوتام لگے ہوں تو بوتاموں پر اول گرمی پہونچگی بعد اسکے کرتی پر۔ دوسری مثال یہ ہے کہ چاندی تانبا جست پتھر انکے ٹکڑے لیکر آگ میں رکھو تو سب سے پیشتر چاندی گرم ہوگی پھر تانبا پھر جست پھر پتھر پھر مٹی گرم ہوگی۔ ہم لوگوں کے بدن کی گرمی کے نسبت جس چیز میں گرمی کم ہوتی ہے اسکی گرمی ظور میں نہیں آتی مگر اس پوشیدہ گرمی کے ظاہر کرنے کی چند ترکیبیں ہیں یعنی دو چیزوں کو باہم رگڑنے سے انکی گرمی ظور میں آتی ہے۔ جب بانس پر بانس رگڑ لکھاتا ہے تو انکی گرمی آگ ہو کر نکلتی ہے جس سے جنگل کے جنگل جل جاتے ہیں یا ایک چیز کو دوسری چیز سے ٹھونکو تو بھی آگ نکلتی ہے مثلاً چاق اور پتھر سے آگ نکلتی ہے یا ایک چیز کو دوسری چیز میں ملانے سے آگ نکلتی ہے جیسے معدنیات میں تیزاب وغیرہ کے ملانے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ جس چیز میں جس قدر گرمی رہتی ہے اسی قدر اسکے اجزاء دور دور رہتے ہیں جیسے گھی کو گرم کر کے کسی برتن میں رکھ کر دیکھو جس قدر اسکی گرمی کم ہوتی جاوے گی اسی قدر اسکے جزو نزدیک ہوتے جاوے گئے یعنی گھی سکڑ کر جم جاوے گا اگر پھر اسکو آگ پر رکھو تو جس قدر اسہن گرمی کا اثر زیادہ ہوتا جاوے گا اسی قدر اسکے اجزاء دور دور ہوتے جاوے گئے یعنی گھی پھیلتا اور گھلتا جاوے گا گرمی کے سبب سے جب پانی کے اجزاء پھیلتے ہیں تب وہ پانی بھاپ ہو جاتا ہے یعنی پانی کے اجزاء بھاپ ہونے میں ایسے زیادہ پھیلتے ہیں کہ ایک سیر پانی کی بھاپ اتنے گھیر میں ساتی ہے جتنے گھیر میں ۱۰۰ سیر پانی ساتا ہے اسی واسطے دُخان کی کل میں زیادہ زور رہتا ہے۔

فرنگستان کے عالموں نے تھرمائیٹر نام ایک آلہ بنایا ہے جس سے گرمی کے درجے

پڑھنے سے معلوم ہوگا *

آٹھواں سبق

شاگرد۔ آپ نے فرمایا کہ بادل پانی ہو کر برسنے لگتے ہیں ان بادلوں میں ایک طرح کی آگ رہتی ہے جسے بجلی کہتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ پانی میں آگ کس طرح ہتی و استاؤ۔ دنیا میں ایسی چیز کوئی نہیں پائی جاتی جس میں گرمی نہ ہو توڑی بہت سب چیزوں میں گرمی رہتی ہے اور بعض چیزیں جلد گرم ہو جاتی ہیں اور بعض دیر میں گرمی کی یہ خاصیت ہے کہ جب دو چیزیں اس طرح کی جمع کیجاویں کہ ان میں سے ایک نسبت دوسری کے زیادہ گرم ہو اور دوسری کم تو زیادہ گرم چیز سے گرمی اس قدر نکلے کہ دوسری چیز میں چلی جاویگی کہ دونوں چیزوں میں گرمی برابر درجے کی ہو جاویگی اسکی مثال یہ ہے کہ پتھر کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے لو جو ٹھنڈا لگتا ہے اسے جب ہاتھ میں دبا لو گے تو تمہارا ہاتھ کی گرمی اس قدر پتھر میں چلی جاویگی کہ اُس سے تمہارے ہاتھ اور پتھر میں گرمی یکساں ہو جاویگی اور پتھر جو ہاتھ میں لینے سے سرد معلوم ہوتا ہے اسکا یہ سبب ہے کہ پتھر میں بہت ہاتھ کے کم گرمی رہتی ہے اس واسطے ہاتھ کی گرمی نکل کر پتھر میں چلی جاتی ہے اسی طرح اگر تم اپنا ایک ہاتھ گرم پانی میں ڈوباؤ اور دوسرا ہاتھ ٹھنڈے میں پھر دونوں ہاتھوں کو یکساں معتدل پانی میں رکھو تو وہ پانی اُس ہاتھ کو جو سرد پانی میں ڈوبا تھا گرم معلوم ہوگا اور اُس ہاتھ کو جو گرم پانی میں ڈوبا تھا سرد کیونکہ پہلے جو ہاتھ سرد پانی میں ڈوبا تھا اُس میں گرمی چلی جاویگی اور جو ہاتھ گرم پانی میں تھا اُسکی گرمی نکل کر پانی میں چلی آویگی پس سردی حقیقت میں کچھ چیز نہیں ہے جس چیز میں گرمی کم ہوتی ہے اُسے سرد کہتے ہیں دنیا میں سب سے زیادہ سرد برف کو بتلاتے ہیں اور آئین گرمی نہیں بتلاتے مگر غلطی نہ

بہت دیر کے بعد ہم لوگوں کو گرجنے کی آواز سنائی دیتی ہو اسکا یہ باعث ہے کہ روشنی بہ نسبت آواز کے بہت جلد چلتی ہو اسلیے پہلے چمک دکھائی دیتی ہو بعد ازاں آواز سنائی دیتی ہو اسی تفاوت کو خیال کر دانا لوگ جس بادل میں بجلی چمکتی ہو اسکی دوری معلوم کر لیتے ہیں اسکی دوری معلوم کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ آواز ایک منٹ میں قریب تیرہ میل یعنی ساڑھے چھ کوس کے چلتی ہو اور جتنی دیر میں ایک اچھے تندرست آدمی کی نبض ۵۰ دفعہ چلے اتنے عرصے کو منٹ کہتے ہیں پس اس حساب سے جتنی دیر میں ایسے شخص کی نبض ایک دفعہ چلے اتنی دیر میں آواز قریب ۳۰۰ گز کی دوری پر پہنچتی مثلاً بجلی کے چمکنے کے بعد جتنے عرصے میں نبض چھ دفعہ چلے اتنے عرصے میں بجلی کی آواز سنائی دیوے تو معلوم کرو کہ جس بادل میں یہ بجلی چکی ہو وہ تم سے آدھ کوس کے فاصلے پر ہے جب یہ بجلی بادل کو چھو کر کسی جانور پر گرتی ہو اسوقت وہ مر جاتا ہے اور جس مکان یا کشتی یا درخت وغیرہ پر گرتی ہو اسکو سرتا پا جلا دیتی ہو بجلی سے جانور کو بڑا خطرہ اور نقصان پہونچتا ہے۔ انگلنڈ کے دانا لوگوں نے بجلی سے جان و مال کی حفاظت کے لیے یہ ترکیب نکالی ہے کہ جس مکان کو بجلی سے محفوظ رکھنا منظور ہوتا ہو اسکے پاس ہی ایک لوہے کی سیخ گاڑتے ہیں جو اُس مکان سے اونچی رہتی ہو عمہ اچانا اگر وہاں بجلی گرے بھی تو لوہے کی اسی سیخ میں جذب ہو جاوے گی اور اسکے پاس مکان کو کچھ صدمہ نہیں پہونچے گا اکثر بجلی اونچی اونچی چیزوں پر گرتی ہو اسلیے لوگوں کو چاہیے کہ بارش کے وقت کسی درخت یا دیوار کے تلے نہ ٹھہریں اور چند چیزیں ایسی ہیں کہ وہ بجلی کو اپنی طرف زیادہ تر جذب کرتی ہیں اور چند ایسی ہیں کہ انہیں بجلی کبھی نہیں گرتی مثلاً لوہے پر اکثر بجلی پڑتی ہو اور کلنج پر نہیں پڑتی ایسی چیزوں کا فصل احوال اور کتابوں

تب بخار اور پڑھکر جمع ہوتا ہے تب اسکو بادل کہتے ہیں اور وہ رقتہ رقتہ کسی ایسے مقام پہ پہنچ جاتا ہے جہاں ہوا زیادہ سرد ہوتی ہے یہاں پانی کے قطرے ہو کر برس پڑتا ہے اور کسی جگہ آسمان میں اسقدر زیادہ سردی ہوتی ہے کہ وہاں جگر برف ہو جاتا ہے مگر آسمان یہ فرق ہے کہ بخار پانی کے قطرے ہونے کے پہلے بھی جگر برف ہو جاتا ہے تو وہ برف اسطور سے زمین پر پڑتی ہے جیسے دھنکے کے وقت روئی کے پھاسے اڑتے ہیں اور جو پانی کے قطرے ہونے کے بعد جھتا ہے تو اسے ہو کر زمین پر پڑتا ہے پانی سے پالا ہکا ہوتا ہے اس سبب سے وہ پانی پرتیرا کرتا ہے اولاً پالا اور مٹھا انکی پیدائش کا باعث بخار ہے جب بخار سردی پا کر قطرہ پالا یا اولاً جاتا ہے تب آسمان ہو کی نسبت زیادہ بوجھ ہوتا ہے اس باعث سے ہوا اسکو سنبھال نہیں سکتی اور زمین پر گرنے لگتے ہیں اور اکثر مٹر کے برابر پڑتے ہیں اور کبھی کبھی مرغی کے انڈے کی برابر پڑتے ہیں انفسہ کھیتی کا پڑا نقصان ہوتا ہے بادل زمین سے پندرہ میل سے زیادہ اونچا نہیں پہنچتا اور اکثر زمین سے قریب کوس یا دو کوس کے اوپر رہا کرتا ہے سمندر کے کنارے پر زیادہ بارش کا یہ سبب ہے کہ سمندر سے جو بخار اٹھتا ہے آسمان پانی کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور پہاڑوں پر بھی زیادہ بارش ہونے کا یہ باعث ہے کہ تلے کے ملکوں میں سے بخار اڑ کر پہاڑوں سے لڑکھا کر وہاں رک جاتے ہیں آگے نہیں بڑھ سکتے اور وہیں سردی پا کر برسنے لگتے ہیں۔ ہندوستان میں اکثر قریب اور دکن کی ہوا ابر پیدا کرتی ہے کیونکہ اس ملک سے سمندر اسی طرف پڑتا ہے۔ بادلوں کے درمیان ایک طرح کی آگ رہتی ہے جسکو بجلی کہتے ہیں جب وہ بادل ملتے ہیں اور وہ بجلی ایک بادل میں سے نکل کر دوسرے میں جاتی ہے اسکی چمک کے ساتھ ایک آواز ہوتی ہے کہ اسکو گر جانا کہتے ہیں مگر بعض وقت بجلی کی چمک سے

ساتواں سبق اوس اور بادل کے بیان میں

شاگرد۔ حضرت نے فرمایا کہ یہی پانی بخار ہو کر بادل اور ابر ہو جاتا ہے اس کا کیا سبب ہے اس کو مفصل بیان فرمائیے؟

استاد۔ جانا چاہیے کہ زمین سے ہمیشہ بخارات نکلا کرتے ہیں یعنی جس طرح پانی کو آگ پر گرم کرنے سے جاب اُٹھتے ہیں اسی طرح سمندر زمین پہاڑ جھیل ندی نباتات اور جانوروں کے بدنوں سے سوچ کی گرمی کے باعث ابخرے نکلتے رہتے ہیں یہ بخار صحت پانی کے قطرے ہیں بہت دور رہنے کے سبب سے ہوا سے بھی زیادہ ہلکے ہو جاتے ہیں اور یہی سبب سے جس طرح پانی اپنے سے زیادہ ہلکی چیز کو اوپر بھینکتا ہے اسی طرح ہوا بخار کو اوپر کی طرف چڑھا لیتی ہے اور یہ بخار بلند ہو کر سردی کے سبب جگہ گہرا ابر اوس بڑے اُولے اور منہ بن جاتے ہیں۔ جبکہ ہوا زمین کے نزدیک سرد ہو جاتی ہے تو بخارات اونچے نہیں اُٹھتے زمین کے نزدیک جمع ہو کر اُنکا کثرا بن جاتا ہے اور وہی سرا کے موسم میں صبح کے وقت اکثر پانی کے نزدیک دخان کی مثال زیادتی سے دکھلائی دیتا ہے کھڑا زیادہ سردی پڑنے سے درختوں کے پتوں پر جم کر پانی کے قطرے جسے اوس کہتے ہیں بن جاتی ہے جیسے دم لینے کے وقت لوگوں کے منہ اور ناک سے نکلا ہوا بخار ڈاڑھی اور موچھوں کے بالوں پر جم کر پانی کی بوند کی طرح ٹپکنے لگتا ہے یا شیشے پر پھوک دینے سے وہی بخار جگہ پانی کا قطرہ ہو جاتا ہے پھر جب اُس سے بھی زیادہ سردی پڑتی ہے تو وہ جم جاتا اور اُس کے ہر ذرے کے ریزے ہو جاتے ہیں اسی کو پالاکتے ہیں یہ پالا درختوں کے پتوں پر ایسا معلوم ہوتا ہے مثلاً کسی نے مصری یا نمک پسیر چھڑک دیا ہو جب زمین کے نزدیک ہوا سرد نہیں ہوتی

نقشے کے یہ معنی ہیں کہ ایک تختہ کا غدر کسی ملک کی تصویر کھچی ہوئی رہتی ہو اور ضلع اور
پرگنہ شہر گائون ندی پہاڑ جھیل سمندر سرک سب اپنی اپنی جگہ پر اسیمن کھے جاتے ہیں
نقشوں کے اوپر کامرہیشہ شمال کی طرف رہتا ہے پس اس صورت میں دست درہت
مشرق اور دست چپ مغرب اور نیچے کی طرف دکھن ہو گا جب آسمان صاف رہتا ہے
اُس وقت زمین سے شمالی طرف ایک ستارہ بلند جسکو قطب کہتے ہیں نظر آتا ہے وہ ستارہ
کبھی اپنی جگہ کو نہیں چھوڑتا لڑکون کو اُس ستارے کی شناخت ضرور چاہیے جس سے وہ
رات کے وقت کبھی رستہ نہ بھول جاوین جب چاہیں اُس ستارے کو معاینہ کر کے شمالی طرف
معلوم کر لیں

سمندر کے درمیان لاکھوں طرح کی مچھلی۔ سانپ۔ مگر۔ سنگھ۔ سیپ اور گھونگی وغیرہ
جانور رہتے ہیں وہیل مچھلی اسقدر بڑی ہوتی ہے کہ اُسکی دُم کی ٹکڑ سے جہاز غارت ہو جاتا ہے
اسکا مفصل بیان مچھلیوں کے بیان میں ہو چکا ہے اور مچھلیاں پانی میں تیرتی رہتی ہیں
اور سنگھ۔ سیپ۔ اور گھونگی اور تھلے پانی میں ہتی ہیں اور کناروں پر بھی بعض جگہ
ہوتی ہیں۔ سمندر کی سیپ میں سے موتی نکلتے ہیں اور مونگا جو سمندر کے پایاب پانی میں ملتا ہے
وہ ایک قسم کے کیڑوں کے رہنے کا گھر ہے اسچ یعنی مُردہ بادل بھی سمندر میں ملتا ہے یہ پانی کو
چوس لیتا ہے وہ بھی کیڑوں کا بنایا ہوتا ہے اکثر سمندر قریب دو کوس سے زیادہ گہرا نہیں ہے
نہیوں کا پانی سمندر میں جا کر بھاتا ہے لیکن ان نہیوں کے پانی سے سمندر کبھی طغیانی پر
نہیں آتا کیونکہ جسقدر پانی آتا ہے اُسقدر اسیمن سے بخار ہو کر نکل جاتا ہے پھر وہ ابخرے
منہ بکڑ زمین کے پردے پر برستے ہیں اور سمندر کے درمیان سوار بھی مانند تالاب اور
نہیوں کے ہوتا ہے وہ ولایتی شیشے کے تیار کرنے میں کام آتا ہے

حاجت بادبان کی نہیں ہوتی اور وہ مقابل کی ہوا میں بھی چلتے ہیں اور ایسے جسد چلتے ہیں کہ ایک گھٹنے کے عرصے میں تیس کو س نکل جاتے ہیں وریا کے سفر کو تری کی راہ۔ اور زمین کے سفر کو خشکی کی راہ بولتے ہیں سمندر میں جہاز والوں کو زمین نظر نہیں آتی ہے چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے مگر تو بھی کیپاس کے ذریعے سے جھکنا ہی میں قطب نما بولتے ہیں لوگ اپنے جہاز کو اسی طرف لیجاتے ہیں جہاں انکو لیجا نا منظور ہوتا ہے یہ کیپاس مثل چھوٹی گھڑی کے ہوتا ہے اسکی سوئی کا رخ ہمیشہ شمال کی طرف رہتا ہے ہی باعث سے جس جگہ پر چاہتے ہیں اُس جگہ پر اُس کیپاس کو رکھ کر مشرق اور مغرب اور

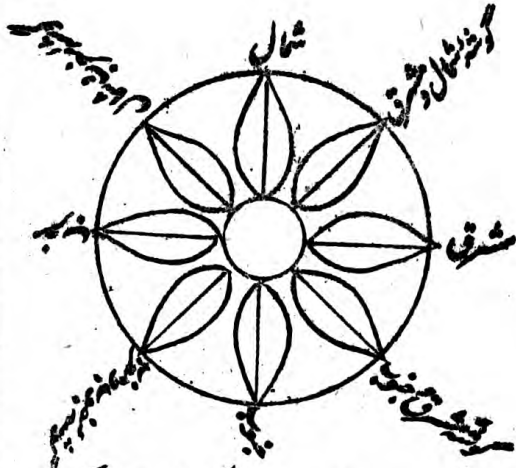
شمال اور جنوب اور گوشہ مغرب و

شمال اور گوشہ جنوب و مغرب اور گوشہ

مشرق و جنوب اور گوشہ شمال و

مشرق وغیرہ طرفوں کو معلوم

کرتے ہیں +



طرفوں کے معلوم کرنے کا دوسرا طریق یہ ہے کہ سورج پورب سے نکلتا ہے اور چمچم میں ڈوبتا ہے جب کوئی شخص اتر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے تو پشت دکھن کی طرف ہوتی ہے اور اُسکا دہنا ہاتھ پورب کی طرف اور بایان ہاتھ چمچم کی طرف ہوتا ہے جب کوئی آدمی کسی نامعلوم جگہ کو جانا چاہتا ہے تو لوگوں سے پوچھ لیتا ہے کہ بسطرف کو جانا چاہیے اور پورب چمچم اور دکھن بسطرف کو اُس جگہ کا نشان پاتا ہے اسیطرف کو چل کر مقام پر پہنچ جاتا ہے مسافر لوگ اسی طرح سے نقشوں میں جس مقام کو چاہتے ہیں ملاحظہ کر کے اُسکا پتہ لکھ لیتے ہیں

کہ ہرگز پانی نہیں جاتا جب اس پانی کو جوش دیتے ہیں تو بالکل اُسکے جلنے اور خشک ہونے کے بعد جو چیز سفید رنگ کی باقی رہ جاتی ہے اُسکو نمک کہتے ہیں وہ کھانے کے کام میں آتا ہے سمندر کبھی ایک حالت پر نہیں رہتا چٹھہ گھٹنے تک اسکی موبین زمین کی طرف آیا کرتی ہے اور پھر چٹھہ گھٹنے کے بعد برعکس پیچھے کی طرف ہتی ہیں اس چڑھاؤ اتار کو جوار بھاتا کہتے ہیں پچیس گھٹنے کے عرصے میں دو دفعہ جوار بھاتا آتا ہے۔ جوار بھائے کا سبب چاند معلوم ہوتا ہے پورن ماسی کے دن سمندر کی لہریں بہت اونچی اُٹھتی ہیں۔ سمندر حقیقت میں ایک ہی مگر سہل پتا لگنے کے واسطے اسکے پانچ حصے جدا جدا کر کے اُنکے علحدہ علحدہ نام مچیں کیے ہیں یورپ اور افریقہ سے امریکا کو جانے میں جو سمندر پڑتا ہے اُسے اٹلانٹک کہتے ہیں دوسرا امریکا اور ایشیا کے درمیان میں جو سمندر پڑتا ہے وہ پاسفک تیسرا امریکا ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان کا سمندر ہند کا سمندر کہلاتا ہے اور چوتھا اور پانچواں جو اتر اور دکھن کے قطب کے نزدیک ہے وہ اتر اور دکھن کا سمندر کہلاتا ہے یہ سمندر کے بڑے بڑے حصے ہیں انکے سوائے جو باقی چھوٹی چھوٹی کھاڑیاں ہیں انکے نام علحدہ علحدہ ہیں جیسے بنگالے کی کھاڑی کنجھاٹ کی کھاڑی اور منار کی کھاڑی وغیرہ اکثر جس مشہور جگہ کے نزدیک یہ کھاڑیاں ہوتی ہیں اُسکے نام سے مشہور ہوتی ہیں۔ ہمارے سمندر میں بادبان کے ویلے سے چلا کرتے ہیں اور انگو پتواری کے زور سے گھماتے ہیں جہاز چلانے کے لیے تلاح اور خلاصی بہت درکار ہوتے ہیں ان کے افسر کپتان کہلاتا ہے۔ طوفان کے وقت جہاز بڑے خطرے میں رہتا ہے اگر بتتے بتتے کسی پہاڑ سے ٹکر کھا جاوے تو اُسی وقت غارت ہو جاوے اور بحالت تباہی جہاز جو لوگ اُس پر سوار ہوتے ہیں وہ بھی غرق ہو جاتے ہیں۔ جو دھوئیں کے جہاز ہوتے ہیں انکو

ندیون کے بیان میں

پہاڑوں سے ندیاں بھی نکلتی ہیں اور وہ ندیاں باہم ملکر اور بعض بعض اکیلی جا کر سمندر میں مل جاتی ہیں ان ندیوں سے لوگوں کا بڑا مطلب نکلتا ہے جس جگہ ہو کر ندیاں نکلتی ہیں وہاں ہر ایک طرح کا غلہ پیدا ہوتا ہے اور ندیوں میں کشتیوں کی آمد و رفت کے باعث تاجروں کا بڑا مطلب نکلتا ہے جب ندیوں میں سے پانی کاٹ کر آب پاشی کے لیے لاتے ہیں اُسکو نہر کہتے ہیں۔ ہندوستان میں سب ندیوں میں سے گنگا کا لمبا و زیادہ ہے اس میں دھوئیں کی کشتی بھی چل سکتی ہے اسکے سواے بھرے۔ پنیں۔ ٹیلے۔ مورنگھے۔ گھڑوڑ۔ ڈونگے وغیرہ کشتیاں چلا کرتی ہیں اور جس ملک میں ندیاں نہیں ہوتیں وہاں زمین کو کھود کر اس میں سے پانی نکالتے ہیں جب وہ گڑھا اوپر سے سکڑا اور اندر سے چوڑا ہوتا ہے تو اُسکو کنواں کہتے ہیں بعض کنوؤں کا پانی میٹھا اور بعض کا کھاری ہوتا ہے۔ اگر وہ گڑھا طویل اور عریض ہو تو اُسکو تالاب بولتے ہیں پہاڑ کے درمیان جس جگہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے اُسکو باؤلی بولتے ہیں۔ اور ملک میں جس کنوئیں کے درمیان سیڑھیاں ہوتی ہیں اُسکو بھی باؤلی کہتے ہیں۔

پچھٹا سبق

سمندر کے بیان میں

شاگرد۔ آپ نے فرمایا کہ سب ندیاں جا کر سمندر میں مل جاتی ہیں مگر یہ بتلایے کہ سمندر کسے کہتے ہیں اور جو پانی اُس میں ملتا ہے وہ باہر کیوں نہیں نکلتا۔
استاد۔ یہ زمین کا گڑھ جس پر ہم لوگ بستے ہیں قریب دو تہائی کے پانی سے ڈھکا ہوا ہے اور اس پانی کے فراہم ہونے کو سمندر کہتے ہیں سمندر کا پانی اس قدر کھاری ہے

سات پتھر ہیں کہ وہ کھان سے نکلتے ہیں الماس سفید ہوتا ہے۔ زمر و سبز۔ یا قوت سرخ۔
 مرطیس سرخ۔ لسنینا لسن کا سارنگ۔ گومیدک اور زبرجد نارنجی ہوتا ہے۔ کیابی کے
 سبب انکی قیمت زیادہ ہے نورتنوں کے باقی دو رتن موتی اور مونگا سمندر سے نکلتے ہیں
 انکے سواے اور بھی چند طرح کے پتھر ایسے ہوتے ہیں کہ اگرچہ انکے برابر قیمتی نہیں ہوتے
 مگر بڑی قیمت پر بکتے ہیں مثلاً سنگ مرمر۔ سنگ موسیٰ۔ سنگ سماق۔ لاجورد سلیمانی۔
 الایچہ۔ وال چنا۔ ابری۔ یشم۔ غوری۔ عقیق۔ بلور۔ پونیہ۔ تامڑا وغیرہ۔ سیٹ ایک
 قسم کا نرم پتھر ہوتا ہے اکثر مکانون پر اسکی چھت ڈالتے ہیں اور جو بہتر ہوتا ہے وہ
 صاف ہونے کے بعد تختی کی طرح لٹکون کے لکھنے کے کام میں آتا ہے اور پتھر کا کوئی بھی
 کھانوں میں سے نکلتا ہے اور جب انکے غار بہت گہرے ہو جاتے ہیں تو انکو کھون کے
 زور سے اوپر اٹھاتے ہیں اس کو ٹیلے کی مثل نباتات ہی کسی زمانے میں یہ زمین کے
 اندر دب رہا ہے اس کو ٹیلے کی ایسی وسیع کھان ہوتی ہیں جس میں گچی اور گھوڑے دوڑا کرتے ہیں
 اور اسکے اندر سے کوٹلا کھنڈی لگائی اور گھوڑوں کے اوپر لاد کر کھان کے منہ کے پاس لا کر
 ڈالتے ہیں پھر انکو کھون کے زور سے اوپر کھینچ لیتے ہیں انگلستان میں یہ مکان قابل
 دیکھنے کے ہیں ان سب کام ہی کو ٹیلے سے ہوتے ہیں چکنی مٹی جس سے گھڑے پیالے اور
 ہانڈی صراحی وغیرہ برتن چاک پر بناتے ہیں زمین سے نکلتی ہے مٹی سے برتنوں کو
 بنانے کے بعد خشک کر کے آوے میں پکانا پڑتا ہے اینٹ اور کپڑے بھی بنتے ہیں جس
 مکان اور کپڑے بنائی جاتی ہے چینی کے برتن بھی اسی طرح پر تیار ہوتے ہیں اس چینی
 مٹی کے ساتھ ایک قسم کا پتھر پیکر ملانے سے اسکی یہ صورت ہوتی ہے :

پانچواں سبق

اور است-گنگوتری-جنوتری-چملاری-دھولاگر-اسکی چٹیان قریب تیس ہزار فٹ
یعنی قریب ساڑھے پانچ میل کے سمندر کی سطح سے بلند ہونگی پہاڑوں پر آدمی بھی بیٹھے
اور کھیتیاں بھی ہوتی ہیں مگر جس جگہ نہایت بلندی کے باعث بارہون جیسے برف
پڑتی رہتی ہو وہاں جاندار نہیں جی سکتا۔

شاگرد-جب حضرت نے زمین پر پہاڑوں کی اس قدر بلندی بیان کی تو میری
شکل مدور میں فرق پڑ جاویگا۔

استاد-پہاڑوں کی اس قدر اچائی سے زمین کی گولائی میں کچھ نقصان نہیں ہوتا
کیونکہ جو پہاڑ تمہاری نظروں میں عظیم الشان دکھلائی دیتے ہیں وہ زمین کے جسم پر
اس قدر چھوٹے خیال میں آویں گے جیسے نارنگی کے چھلکے پر وہیں نمودار ہوتے ہیں۔
شاگرد-خلیفہ جی میں یہ پوچھتا ہوں کہ پہاڑوں کے ہونے سے کیا مطلب نکلتا ہے
استاد-پہاڑوں سے بڑے کام نکلتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ جن پتھروں سے
مکانات رہنے کے لیے تیار کیے جاتے ہیں وہ پتھر پہاڑوں سے نکلتے ہیں پھر آٹا پیسنے
کی پٹکی اور سل تے انہیں سے تیار ہوتے ہیں اور اکثر شہروں میں گلی کوچے کے فرش وغیرہ
بھی پتھروں سے آراستہ کیے جاتے ہیں اور وہ پتھر پہاڑوں سے آتے ہیں سب پتھر کسٹان
نہیں ہوتے انہیں سے بعض پتھر سخت ہوتے ہیں اور بعض نرم عمارت کے لیے سخت پتھر
خوب ہوتا ہے کیونکہ وہ مدت تک ٹھہرتا ہے نرم پتھر پانی سے گھسکر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے
وہی بالودریا کے کنارے پر پہاڑوں سے بہ کر آتی ہے۔ چند طرح کے پتھر الماس اور بلور
شیشے کی طرح صاف اور شفاف بھی ہوتے ہیں اور نوچا ہون میں سے کہ انکی شہادت
بڑی قدر اور قیمت ہے مثلاً الماس-زمرہ-یا قوت-مس-اسیما خمرہا-گوبیدک

انہیں سے فرنگستان - ترکستان - ایران اور ہندوستان وغیرہ کے لوگ گورے کہلاتے ہیں وہ عقل اور فہم اور علوم و فنون سے بہرہ مند اور چالاک اور ہوشیار ہوتے ہیں قطب کے پاس کے ملک یعنی لیب لینڈ اور آریس لینڈ کے آدمی میانہ قد ہوتے ہیں چہن اور تار وغیرہ کے آدمی منحل کہلاتے ہیں انکی چٹنی ناک ہوتی ہے اور آنکھیں چھوٹی اور تر مچھی اور رخسارہ چوڑا اور پیشانی کشادہ ہوتی ہے جشی یعنی جش کے ملک کے آدمیوں کے موٹے ہونٹے اور پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور چین دار یعنی گھونگر والے بال ہوتے ہیں تار بڑن امریکا کے قدیم باشندے ہیں *

چوتھا سبق

پہاڑوں کے بیان میں

شاگرد - آپ کی زبان شریف سے زمین کا اور اُس کے ملکوں کا بیان بخوبی سنا مگر پہاڑوں کا کچھ مختصر احوال سنا چاہتا ہوں *

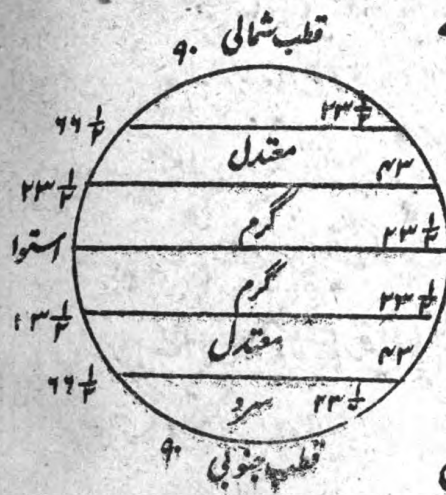
استاد - زمین کے اکثر حصہ جات پہاڑوں سے محدود ہیں پہاڑ اکثر مقاموں پر صرف پتھر کے ہوتے ہیں اور بعض جگہ پتھر - مٹی - گندھک - ہر تال - نمک - کوئلہ - سونا - چاندی - تانبا - لوہا - وغیرہ قیمتی چیزوں سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جہاں سے پہاڑ میں یہ چیزیں کھود کر نکالی جاتی ہیں اُسکو کھان کہتے ہیں اور ان چیزوں کو پتھر اور مٹی سے علیحدہ اور صاف کرنے میں نہایت محنت پڑتی ہے - بعض پہاڑوں میں سے آگ اس زور شور کے ساتھ نکلتی ہے کہ اُسکا شعلہ پہاڑ کی چوٹی سے قریب دو کوس کے بلند پہنچتا ہے اسطرح کے پہاڑ زمین کے پردے پر دو ستوں سے زیادہ ہونگے ایسے پہاڑوں کو جوالا کہی کہتے ہیں کوہ ہالیہ بلندی میں زمین کے سب پہاڑوں سے زیادہ ہے کیونکہ

چمڑے سمور اور قاقم اور سنباب کہلاتے ہیں لاپلینڈ وغیرہ جو شمالی قطب کے نزدیک ہیں انہیں برف اور سردی کے باعث کھیتی باغ جنگل وغیرہ کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہو قاقم اور قاقم وہاں کے لوگوں کے آبادی کے واسطے سطح کے بارہ سنگھے پیدا کیے ہیں جنسے انکا نام مطلب نکل آتا ہے اسکا دودھ پیتے ہیں اور گوشت کھاتے ہیں اور چمڑا اوڑھتے اور بچھاتے اور پنتے ہیں اور اس کے سینک سے برتن بناتے ہیں اور سواری کے وقت اسکو گاڑی میں بھی جوت لیتے ہیں ان گاڑیوں میں جو برف پر چلتی ہیں پیسے نہیں ہوتے بطور کشتی کے ہوتی ہیں انکو بارہ سنگھا۔ ۲ گھنٹے کے عرصے میں تسکو کوس لیجاتا ہے۔ ایسے ملک میں جہاں سردی گرمی بدجہ اعتدال ہوتی ہے وہاں سب چیزیں نہایت تحفہ اور قیمتی اور بکار آمد پیدا ہوتی ہیں اور گائے۔ گھوڑے۔ بھیرے۔ بکری وغیرہ جانور بہت عمدہ ہوتے ہیں اور غلہ اور سپود اور پھل پھول بھی تحفہ اور خوش رنگ خوشبودار پیدا ہوتے ہیں اور کھانوں سے جواہرات۔ سونا۔ لوہا۔ تانبا۔ جست۔ کوئلہ وغیرہ قیمتی اور کام کی چیزیں افراط سے نکلتی ہیں *

شاگرد۔ زمین کے سب لوگوں کی خاصیت اور طبیعت اور قوم ایک طرح پر

ہوتی ہے یا کئی طرح پر *

استاد۔ اگرچہ ہر ملک میں متفرق قوم کے لوگ بستے ہیں اور ان لوگوں کی طبیعت اور صورت میں آپ دہوا اور کھانے پینے اور کم و زیادہ عمر کے باعث تفاوت دکھلائی دیتا ہے مگر سب آدمیوں کے درمیان بہت سی باتیں یکساں پائی جاتی ہیں۔ باعتبار صورت کے آدمی پانچ طرح کے ہیں۔ اول قطب کے پاس کے رہنے والے۔ دوم مغل۔ سوم حبشی۔ چارم تمارٹین یعنی گندم رنگ۔ پنجم گورے *



زمین کی تصویر لکھی ہے یہ بھی یاد رکھو کہ زمین کے
حصہ معتدل میں حصہ گرم کے نزدیک گرمی
زیادہ پڑتی ہے اور حصہ سرد کے نزدیک
سردی زیادہ آدمی خدا کی قدرت اور سخت کو
کہاں تک دریافت کر سکتا ہے دیکھو خدا نے
ہر ملک میں وہی چیزیں پیدا کی ہیں جو اُس

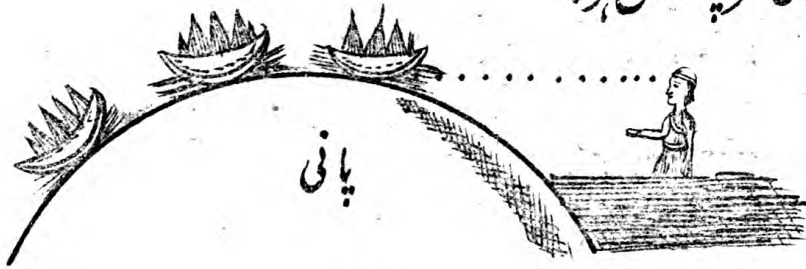
ملک کے باشندوں کے کام اور آرام کی ہیں اکثر گرم ملک میں ایسی قسم کے میوے
اور پھل پیدا ہوتے ہیں کہ انکے عرق سے انسان کی پیاس بجھ جاتی ہے مثلاً - لیمو -
سنگترے - چکوترے - تربوز - ناریل - پونڈے وغیرہ - اگرچہ سرد ملک کے باشندوں کی
بہ نسبت گرم ملک کے لوگ کم محنت اور کم ہوشیار ہوتے ہیں مگر ان ایسے ملکوں میں تھوڑی
محنت سے بھی غلہ کثرت سے پیدا ہوتا اور وہاں کے لوگوں کو نہایت فائدہ ہوتا ہے اور
گرمی میں وہ گرم کپڑے نہیں پہن سکتے اس واسطے انکے لیے خدا نے اُس ملک میں روئی اور
ریشم پیدا کیا ہے اور وہاں کے لوگوں کے چڑھنے کے لیے اونٹ بنایا جو گرمی کے موسم میں
کئی دن تک ریگستان میں بغیر پانی کے راہ چلتا ہے اگر اُس ملک میں اونٹ نہ ہوتا تو اُس
ملک کے لوگوں کا گزارہ مشکل ہوتا - خدا نے سرد ملک میں وہ چیزیں پیدا کی ہیں جو
اُس ملک کے باشندوں کے کام میں آویں اور انکو آرام دیں ایسے ملکوں میں سب
سردی کے غلہ اچھا نہیں ہوتا اور پھل بھی بخوبی نہیں پھلتا اس واسطے وہاں کے باشندے
شکار مار کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں اور سرد ملک کے جانوروں کی اونٹ اور ریشم نہایت گرم
ہوتی ہے اس سے وہاں کے لوگ اپنے بدن کو سردی سے بچاتے ہیں ان جانوروں کے

بہت سے ملک واقع ہیں مثلاً ایشیائین - روم - چین - تاتار - ہندوستان - عرب -
ایران - شام - ترکستان وغیرہ ولایتین ہیں یورپ میں - جرمنی - فرانس - اٹلی -
اسپین - پرتگال - سویڈن - ڈنمارک وغیرہ ان دونوں بڑے عظیم کو چھوڑ کر اور بہت
چھوٹے چھوٹے حصے ہیں مثلاً گریٹ برٹن - ایرلینڈ - سنگل دیپ اور اسٹریلیا کے جزیرے۔
اس زمین کے آدمیوں کا شمار قیاساً ہوگا +

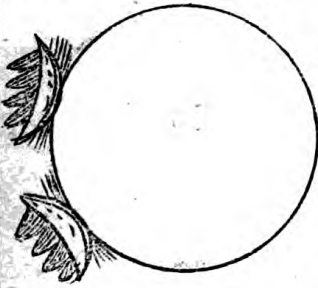
شاگرد و سب ولایتوں اور ملکوں میں گرمی یکساں ہوتی ہو یا کم و بیش اس کو بیان فرمنا۔
استاد گرمی اور سردی کا ہونا سورج سے متعلق ہو یعنی جو ملک سورج کے روبرو
رہتے ہیں ان پر سورج کی شعاع سیدھی پڑتی ہو اور وہاں گرمی ہمیشہ کثرت سے پڑتی ہو
اور جو ملک کہ سورج کے روبرو نہیں ہیں ان میں گرمی کم ہوتی ہو کیونکہ وہاں سورج کی
شعاع ترچھی پڑتی ہو۔ گرمی کے سبب سے بھی زمین کا گرہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوا ہو
ان حصوں سے زمین کے ملکوں کی سردی اور گرمی کا تفاوت معلوم ہو جاتا ہو یعنی جو
ملک گرمی کے حصے میں ہوگا ان میں گرمی کثرت سے ہوگی اور جو سردی کے حصے میں ہوگا
وہاں سردی کثرت سے ہوگی اور معتدل حصے کے ملکوں میں سردی اور گرمی برابر ہوگی
شاگرد و زمین کے وہ حصے کس طرح پر تقسیم ہوتے ہیں اسے بتلائیے +

استاد۔ زمین کے خط استوا سے قیاساً ساڑھے تینتیس درجے اُتر اور اس قدر
دکھن سورج رہتا ہو اس باعث سے زمین کے درمیان کے ۴۴ درجے سورج کے مقابل
رہتے ہیں اس درمیان کو حصہ گرم کہتے ہیں حصہ گرم سے ۳۴ درجے اُتر اور اس قدر دکھن
۸۶ درجے میں حصہ معتدل ہو اور حصہ معتدل کے آخر سے قطب تک دونوں طرف
ساڑھے تینتیس تینتیس درجے حصہ سرد ہو ان باتوں کے دریافت کے لیے ذیل میں

دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی جہاز سمندر سے کنارے کی طرف آتا ہے تو کنارے کے لوگوں کو اول اُسکا مستول دکھلائی دیتا ہے اور جب قدر وہ پاس آتا جاتا ہے اُسے بقدر جہاز نیچے کے حصے نمودار ہوتے جاتے ہیں اگر زمین گول نہوتی تو وہ جہاز اور مستول ایک ہی نظر پڑنے لگتے اسکی تصویر سے لکھی ہے اسکو دیکھو اور جو نقطے بنے ہوئے ہیں وہ کنارے پر کے لوگوں کی نظر پڑنے کا رخ ہے



اسی طرح سے میدان میں بھی جانو جب کوئی پہاڑ یا درخت دور سے دکھلائی دیوگا اول اُسکی چوٹی دیکھو گے اور جب زیادہ قریب جاؤ گے تب سر سے لیکر جڑ تک دکھلائی دیوگا تیسری دلیل یہ ہے کہ کوئی جہاز سیدھا مشرق کی طرف چلا جاوے تو کچھ دنوں میں گھوم کر مغرب کی طرف سے اُسی مقام پر آ جاوے گا جہاں سے چلا تھا



تیسرا سبق

بر اعظم اور زمین کے حصوں کے باب میں

اس زمین کے کُرسے پر دو بر اعظم یعنی زمین کے دو بڑے حصے ہیں ایک حصہ امریکا کہلاتا ہے بہت لوگ اسے نئی دنیا کہتے ہیں کیونکہ وہ حصہ پندرہ سو پچاس بہت کے قریب معلوم ہوا ہے اور دوسرے بر اعظم میں - ایشیا - افریقہ - یورپ - تین حصے واقع ہیں یورپ کو فرنگستان بھی کہتے ہیں اسی طرح سے زمین پانچ حصوں پر منقسم ہے اور ہر ایک حصے

مثلاً رملی آفیون۔ نیل وغیرہ اکثر اور ملکوں میں پیدا نہیں ہوتی؛

دوسرا سبق

زمین کے پھیلاؤ اور صورت کے بیان میں

شاگرد۔ حضرت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین کا پھیلاؤ حد سے زیادہ ہے

آپ مہربانی کر کے زمین کی صورت اور لمبائی چوڑائی کا بیان فرمادیں تو بہتر ہے؛

استاد۔ یہ زمین جیسے ہم تم رہتے ہیں اور جیسے ہزار ہا ملک آباد ہیں ایسی شکل مقرر

یعنی گول ہے صرف محور کے نزدیک دونوں طرف سے چھٹی ہے اس واسطے اس کو نارنگی سے

تشبیہ دیتے ہیں اس گولے کا محیط قریب پچیس ہزار میل یعنی ساڑھے بارہ ہزار کوس کے

ہوگا اور اس کا قطر ک۔ گ۔ یعنی ایک محور کے نقطہ سے دوسرے نقطہ تک تفاوت آٹھ ہزار میل

یعنی چار ہزار کوس کا ہے اور زمین کے گولے کو گروہ زمین کہتے ہیں؛

شاگرد۔ آپ نے زمین کی صورت گول بتائی مگر ظاہر میں زمین چلی کے پاٹ کے

مثال دکھلائی دیتی ہے پھر بدیہی بات کو چھوڑ کر کیونکر کہی ہوئی بات پر اعتماد ہو اگرچہ آپ کے

کہنے پر یقین ہے مگر زمین کے گول ثابت ہونے کی کوئی دلیل بتلائیے؛

استاد۔ یہ بات ظاہر ہے کہ سورج جس صورت کی چیز کی آڑ میں آجاتا ہے اس کا ویسا

سایہ پڑتا ہے اور یہ بھی جانو کہ جب زمین سورج کے گرد دورہ کرتی ہوئی عین چاند اور

سورج کے درمیان آجاتی ہے تب زمین کا عکس چاند پر پڑنے سے چند رگہن ہوتا ہے اور

زمین کا عکس جو اس وقت چاند پر پڑتا ہے وہ ہمیشہ گول دکھلائی دیتا ہے جو زمین گول نہوتی

تو اس کا عکس ہرگز گول دکھلائی نہ دیتا اس واسطے زمین کے گول ہونے میں یہ پہلا ثبوت ہے چند گہرے

وقت جب سطح کا عکس چاند پر پڑتا ہے اس کی تصویر ذیل میں لکھی جاتی ہے؛



فصل دوم

شاگرد۔ حیوانات اور نباتات اور جادات ان تین طرح کی خلقت کو سنکر محکوم نہایت
اکا ہی حاصل ہوئی مگر طرح بطرح کی چیزوں کی پیدائش اس زمین پر آپ بتلاتے ہیں
اور جتنی زمین دکھائی دیتی ہے اگر اُس میں یہ سب چیزیں پیدا نہیں ہوتیں تو اس کے سوا
کیا اور بھی زمین ہے؟

استاد۔ محکوم معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اسی زمین کو تمام زمین جانتے ہو جس پر تمھاری
اور تمھاری بستی کے لوگوں کی آمد و رفت جاری ہے سچ ہے کہ بغیر علم کے آدمی اندھا ہوتا ہے
کیونکہ جس بستی میں تم رہتے ہو ایسی بہت سی بستیاں ہر ایک پر گنہ کے درمیان واقع ہیں
اور ایک ضلع میں کتنے ایک پر گنہ ہوتے ہیں اور ضلع بھی صوبے کا ایک جزو ہوتا ہے اور
تم لوگ جو صوبے کو تمام زمین خیال کرو تو زمین پر اس طرح کے بیشمار صوبے واقع ہیں دیکھو
یہ ہندوستان نہایت بڑا ہے جس کے شمال میں بدری ناتھ اور جنوب میں بیت بندرا مشہور اور
مشرق میں جگن ناتھ اور مغرب میں دوار کا یہ چار حدیں ہندوستان کی ہیں اور ہندوستان
درمیان درور۔ کرناٹ۔ تیلنگ۔ مہاراشٹر۔ گجرات۔ مالوہ۔ ماڑوار۔ برج۔ پنجاب۔
انترپید۔ گدہ۔ بنگالہ۔ اڑیسہ وغیرہ ہزار ہا ملک واقع ہیں جو ان ملکوں کے گرد ہوا آتا ہے
اور بدری ناتھ وغیرہ مندروں کی زیارت کرتا ہے یہاں کے باشندے اُسے کہتے ہیں کہ
یہ شخص تمام زمین کے گرد پھرا ہے مگر تم جانو کہ یہ ہندوستان بھی زمین کا ایک حصہ ہے کس واسطے
کہ زمین کے پردے پر اس سے بھی بڑے بڑے اور بہت سے ملک واقع ہیں ان میں
طرح بطرح کی چیزیں پیدا ہوتی ہیں اور جو چیز اس ملک میں پیدا نہیں ہوتی وہ دوسرے
ملک میں پیدا ہوتی ہے مثلاً زعفران۔ بادام۔ ہینگ وغیرہ اور جو چیز اس ملک میں پیدا ہوتی ہے

اس طرح سے بناتے ہیں کہ بلند مکان پر چڑھ کر چینی کے سوراخوں میں ہو کر گلے ہوئے
 سیسے کو نیچے پانی کے حوض میں گراتے ہیں اور وہ جسطرح منہ کی بوندیں برستی ہیں
 ہوا میں گول گول گویاں اور چھترے بن کر پانی کے حوض میں گرتا اور ٹھنڈا ہوتا رہتا ہے
 پھر ان گولیوں اور چھتروں کو پانی سے نکال کر اپنے کام میں لاتے ہیں رانگا بھی
 نرم ہوتا ہے اور قلعی وغیرہ کاموں میں آتا ہے بعض دھات ایسے ہیں کہ دو گلے ہوئے
 دھاتوں سے مل کر تیار ہوتے ہیں مثلاً تانبے اور جست کو باہم ترکیب دینے سے پتیل
 بنتا ہے اور برتن وغیرہ چیزوں کے تیار کرنے میں وہ کام آتا ہے؛

کسین زمین پر گر پڑتی ہو اور نظر نہیں آتی تب چنباک کو زمین پر پھیرتے ہیں وہ سوئی
 آسین چمٹ آتی ہو اور آہنگ اکثر ولایت میں اسی کی جالی بنا کر نقاب کی طرح منہ پر
 ڈالے رہتے ہیں جس میں لوہا ریتیں اور صاف کرنے کے وقت اُسکے چھوٹے چھوٹے
 ریزے اڑ کر دم کے ساتھ ناک اور منہ میں نہ چلے جاویں اور لڑکے لوگ جو ہوشیار
 ہوتے ہیں اُس سے اپنی دل لگی کے واسطے طرح طرح کے کھلونے بناتے ہیں
 کسی جگہ دیکھنے میں آیا ہو کہ ایک لڑکے نے لوہے کی پولی بطاک بنا کر پانی کے
 حوض میں چھوڑ دی تھی اور چنباک کا ٹکڑا کاغذ کی مچھلی کے پیٹ کے اندر رکھ کے
 اور اس مچھلی کو چھڑی سے باندھ کر دور سے اس بطاک کو دکھلانے لگا غرض جس طرف
 وہ لڑکا اس مچھلی کو لیجاتا تھا اُسی طرف وہ بط بھی چنباک کی کشش سے دوڑی چلی
 آتی تھی جن کو اس مچھلی کے پیٹ کا حال معلوم نہ تھا وہ لوگ اس تماشے کو دیکھ کر
 بہت تعجب میں آتے اور جن لوگوں نے اُسکا بھید دریافت کیا تھا وہ اُس لڑکے کی
 عقل کی تعریف کرنے لگے ۛ

تانبا اور لوہا بہت سخت اور تیز آنچ سے گلتا ہو ہندوؤں کے نزدیک تانبا اور سونا
 سب دھاتوں سے پاک اور نفیس ہوتا ہے تانبے اور ان دھاتوں کے برتنوں میں
 جن میں تانبا ملا رہتا ہو مثلاً پیتل اور کانسے کے برتنوں میں کھانے کی کھٹی چیز کبھی
 نہ رکھنا چاہیے کیونکہ کھٹائی تانبے کے ساتھ ملنے سے زہر ہو جاتی ہو اور اسی کی حفاظت
 کے واسطے لوگ ایسے برتنوں پر قلعی کرا لیتے ہیں سیسا اور جست نرم ہوتا ہے سیسے سے
 بندوق اور سپتول کی گویاں اور فرنگستان میں اکثر مکانوں کی چمت بھی بناتے ہیں
 کیونکہ وہ ہوا اور پانی سے خراب نہیں ہوتا انگلستان میں بندوق کی گویاں اور چتر

کھینچا جاوے تو سٹومیل یعنی پچاش کو س تک لبا ہو سکتا ہے اُس سے بہت سے سکون کی
اشرفیان - حلقے - موہن مالا - زنجیر - بازو بند - گنگن - کڑا - انگشتری - بالی - بالا - پھول -
بندے - جھکے - نتھ - ہلاق - ہار - پچاڑی - ستلڑی - جگنو - گلوبند - ہیکل - چپاکلی -
چھلے وغیرہ زیور بنتے ہیں اور اُسکے تار سے کلابتون تیار ہوتا ہے اسی سے کخواب وغیرہ
کپڑوں میں سنہری بیل بوئے ڈالتے ہیں چاندی سے روپیہ بنتا ہے اور غریب لوگ جنکو
سونامیستر نہیں ہوتا وہ زیور بھی بناتے ہیں ہندوستان کے امیر لوگ سونے چاندی کے
برتن بہت پسند کرتے ہیں *

لوہا سب سے زیادہ مطلب کی چیز ہے اگر لوہا نہ ہوتا تو شاید دنیا کا کوئی کام نہیں چل سکتا
بیخ - کاٹا - کمانی - زنجیر - گھٹاڑی - پھاوڑا - آرہ - تیشہ - برا - رکھانی - ریتی -
چاقو - مقراض - سوئی - پن یعنی انگریزی قلم - قفل - کنجی - شمشیر - خنجر - کٹاری -
بندوق - پیچہ - قرابین - توا - کڑا ہی - تمام چیزیں اسی لوہے سے بنتی ہیں چاقو وغیرہ
چیزیں اُس سخت لوہے سے جسکو فولاد کہتے ہیں فولاد بنانے کی یہ ترکیب ہے کہ اسی
لوہے کو آگ میں گرم کر کے ٹھنڈے پانی میں بچھا دیتے ہیں جتنی دفعہ وہ بچھایا جاتا ہے
اُس قدر وہ سخت ہوتا ہے جو چیز فولاد سے تیار ہوتی ہے اُسکی دھارا اور نوک بہت تیز ہوتی ہے
فولادی تلوار سے لوہا سطح کٹ سکتا ہے جیسے ہال کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں - مٹھاپس
جسکو ہندوستانی چنک پتھر کہتے ہیں حقیقت میں ایک قسم کا کچا لوہا ہے اس میں دو خاصیتیں
بڑے تعجب کی ہیں اول لوہے کو کھینچتا ہے دوم جب اسکی سوئی بنا کر قاعدے کے خوب
کسی چیز پر رکھی جاوے تو اُسکا رخ ہمیشہ شمال کی طرف رہیگا چنانچہ پہلی خاصیت کے
سبب وہ اکثر درزی اور لہار اور لڑکوں کے کام آتا ہے کیونکہ اکثر درزی جب انکی سوئی

اکیسواں سبق جادات کے بیان میں

شاگرد۔ آپ نے حیوانات اور نباتات کا بیان کیا مگر جادات کا بھی بیان فرمائیے۔
استاد۔ ان دونوں قسموں یعنی حیوانات اور نباتات کا بیان ہو چکا ہے وہ سب جاندار ہوتے ہیں اور جب پیدا ہوتے ہیں تب چھوٹے رہتے ہیں پھر درجہ بدرجہ بڑھ کر اپنی عمر تمام کر کے زائل ہو جاتے ہیں اور سردی اور گرمی کی تاثیر سے ہر ایک ملک میں ہر ایک قسم کے ہوتے ہیں مگر جادات بالکل بیجان ہیں انہیں گھٹنے بڑھنے کی بھی خاصیت نہیں ہوتی یعنی ہمیشہ یکساں رہتی ہیں۔ پتھر۔ دھات۔ کھریا۔ کوئلہ۔ نمک وغیرہ اسی قسم سے ہیں اور جسے لوگ مٹی کہتے ہیں وہ درختوں اور جانوروں کے بدن گل سڑ اور خشک ہو کر ہوئی ہے اور ہوتی جاتی ہے خدا نے زمین کو اس ترکیب کے ساتھ بنایا ہے کہ طرح طرح کے دھاتوں کے پرت پیاز کے پھلکے کے مثل تلے اوپر جائے ہیں جس جگہ دھات نکلتے ہیں اُس جگہ کو کھان کہتے ہیں چاندی۔ سونا۔ لوہا۔ تانبا۔ رانگا۔ جست وغیرہ دھات کھان سے نکلتے ہیں دھات مٹی اور پتھر سے ملے ہوئے نکلتے ہیں جب اسکو صاف کر آگ میں گلاتے ہیں تب خالص اور صہل رہ جاتے ہیں انہیں سے بعض دھات پتھروں کی چوٹ کھا سکتے ہیں اور چند ایسے ہیں کہ وہ ہرگز متحل اس ضرب کے نہیں ہو سکتے جو ہیں وہ ذری بھی چوٹ کھا جاویں فوراً ریزہ ریزہ ہو جاویں دھاتوں میں سونا سب سے زیادہ قیمتی اور وزنی ہوتا ہے اُس سے بہت باریک ورق اور تار بن سکتے ہیں ایکونس یعنی ڈھائی روپے بھر سونے کا ورق اگر بڑھایا جاوے تو ڈیڑھ سو فیٹ لمبا اور اسقدر چوڑا یعنی پچاس گز لمبا اور پچاس گز چوڑا ہو سکتا ہے اور اسقدر سونے کا تار

مٹی نہیں ہوتی وہاں پہلے پانی کے اثر سے کائی جہنی شروع ہوتی ہے پھر وہی کائی جھٹکتی اور سوکھتے سوکھتے مٹی ہو جاتی ہے کہ پھر گھاس پیڑ وغیرہ کا تخم بذریعہ ہوا اڑ کر یا کسی اور طرح وہاں اُپڑتا ہے اور اُگ آتا ہے *

غرض خالق نے دنیا میں کوئی چیز بھانڈہ نہیں پیدا کی سوار جیسے ندی تالاب میں ہوتی ہے ویسے ہی سمندر میں بھی نہایت کثرت سے ہوتی ہے جو دریائی جانوروں کے کھانے کے کام میں آتی ہے سمندر کی سوار سے ایک دو گھنگسی کی جے انگریزی میں الوڑن کہتے ہیں بہت عمدہ تیار ہوتی ہے اور سوار ولایتی صابون اور شیشہ بنانے کے کام بھی آتی ہے اور بعض درختوں اور ہیلون اور جھاڑیوں میں کانٹے بھی ہوتے ہیں اس واسطے پھل پھول توڑنے کے وقت ہاتھ اور پیروں اور کپڑوں کی نہایت احتیاط رکھنی چاہیے اور جب درخت پڑانے ہو کر موٹے اور لمبے ہو جاتے ہیں تب انکو جڑ سے کاٹ کر گرا دیئے ہیں پھر اس سے تختے اور کڑیاں چیر لیتے ہیں جنسے مکان - گاڑی - چکرے - کشتیاں - جہاز میز - کرسی - پل - تخت - صندوق وغیرہ بہت سی چیزیں تیار ہوتی ہیں پہاڑوں میں چیر - کرپو - کایل - ہانرو - دیودار - شیشم - شمشاد - اخروٹ - میرود وغیرہ کی لکڑی بہت کام آتی ہے جس جگہ بہت سے درخت خود بخود پیدا ہوتے ہیں اسے جنگل کہتے ہیں اور پوست سے درختوں کی نہایت حفاظت رہتی ہے ایسے پوست کے خراب ہونے سے درخت سوکھ جاتے ہیں لڑکوں کو مناسب ہے کہ کھیل سمجھا کر درختوں کی چھال کو کچھ نقصان اور ضرر نہ پہنچا دیں کیونکہ ان درختوں سے ہم لوگوں کو کس طرح کے پھل پھول لکڑی اور گرمی کے موسم میں سرد سایہ ملتا ہے اور انھیں سے مکان کی زیبائش اور آرائش ہوتی ہے *

صبح کو اور بند ہو جانا شام کو اور کودنے کا کھلنا شام کو اور بند ہو جانا فجر کو مشہور رہی
 شاعر لوگ ان پھولوں سے چند چیزوں کو تشبیہ دیتے ہیں سردی اور گرمی کی کمی بیشی کے
 سبب پھل پھول ہر ایک موسم میں جدی جدی قسم کے ہوتے ہیں درخت اور پیرا سے
 کہتے ہیں جنکی جڑ سے ایک ہی کٹا نکلتا ہے اور کچھ دُورا و نچا جا کر اُس میں سے شاخیں نکلتی ہیں
 مثلاً آم - اہلی - چیر - کیلا - دیو دار وغیرہ جساڑ وہ ہر جسکی جڑ سے صد ہا ڈالیاں پھوٹی ہیں
 اُسکا درخت چھوٹا رہتا ہے مثلاً جھربیری وغیرہ - بیل اُسے کہتے ہیں جو رسی کی طرح بڑھتی
 چلی جاوے اور دوسری چیز کے بغیر کھڑی نہیں ہو سکتی مثلاً گد - کھیرا - ٹرنی وغیرہ
 اور گھاس وہ ہر جسکی زمین سے لمبی لمبی پتیان نکلتی ہیں - مثلاً دُوب - سوار - بانس -
 گٹا وغیرہ کپاس ہندوستان میں افراط سے پیدا ہوتا ہے وہ نہایت مطلب کا ہے اسکے
 پھل کے اندر سے روئی نکلتی ہے اور اُسکو صاف کر کے دھنتے اور کاتتے ہیں تب اسکے کپڑے
 بنے جاتے ہیں - بانس - نرسل - جو - گیہون - مکئی - جوار - باجرا - اوکھ - چاول وغیرہ
 گھاس کی قسم سے ہیں - اوکھ کے رس سے راب - گر - کھانڑ - چینی - بتاسا - مصری -
 قند وغیرہ ٹھٹھایان تیار ہوتی ہیں - سن کا بھی درخت ہوتا ہے اس سے رسی وغیرہ
 بناتے ہیں - یہ بھی معلوم رکھنا چاہیے کہ بول چال میں لوگ گھاس اُسے کہتے جو زمین پر
 خود بخود اگتی ہے اور جسکو گائے بھینس اور گھوڑے کھاتے ہیں گھاس دنیا میں دُولاکھ
 قسم کی دریافت ہوئی ہے انہیں سے گائے بیل صرف تین سو قسم کی چرتے ہیں اور گھوڑا
 گل دوسو باسٹھ طرح کی گھاس کھاتا ہے اور سوراگر چہ سب سے زیادہ ٹاپاک ہے مگر اُن دُولاکھ
 قسموں سے فقط بہتر طرح کی کھاتا ہے اس میں بھی عجب ایک خاصیت یہ ہے کہ جب قند وہ چرائی
 کاٹی جاتی ہے اُس قدر زیادہ بڑھتی ہے جہاں پھروں پر گھاس اور درخت جمنے کے لائق

بعض پھلون کی گھلیان نہایت سخت اور وزنی ہوتی ہیں مثلاً بیر بعض درخت ایسے ہیں
 جو آپس سردی اثر نہیں کرتی اور ہمیشہ سرسبز بنے رہتے ہیں اور بعض بعض تار کا درخت
 ایک سو ساٹھ فیٹ لمبا ہوتا ہے اکثر درخت بیج سے پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے درختوں کی
 جڑ اور قلم لگائی جاتی ہے جیسے چھوٹے اور شفتالو کے اور بعض درختوں کے بیج ایسے ہارکے
 اور ہلکے ہوتے ہیں کہ جب خشک ہو کر زمین پر گرتے ہیں ہوا انکو دور دورا لے جاتی ہے۔
 جب بیج زمین میں بویا جاتا ہے تب اسکی ایک طرف سے جڑ اور دوسری طرف سے پتے
 نکلتے ہیں اور اسکو کھلا پھوٹنا کہتے ہیں کیا قدرت الہی ہے کہ بیج خواہ جس رخ ہو کر زمین میں
 پڑے پتے ہمیشہ اوپر اور جڑ نیچے کی طرف ہو جاوے گی اگر وہ بیج اس سطح زمین پر پڑے گا کہ اوپر
 جڑ نیچے پتے پھوٹیں تو بھی جڑ جھک کر نیچے چلی جائیگی اور پتے اٹھ کر اوپر چلے آویں گے اگر یہ بیج
 نہوتی تو ہر ایک بیج کا رخ دیکھ کر کوئی کہاں تک زمین میں بوسکتا اور پھر کشتکاری بھی کیونکر
 ہو سکتی اکثر ان درختوں کے پھل نہایت مزہ دار ہوتے ہیں مثلاً سیب۔ ناشپاتی۔ بھی
 امرود۔ نارنگی۔ کوئلے۔ سنگترے۔ لیمو۔ آم۔ شفتالو۔ پھچی۔ لکٹ۔ انار۔ آلو بخارا۔ کھرنی۔
 فالسے۔ جامن۔ چکوترے۔ کیلے۔ کھجور۔ ناریل وغیرہ جہاں اسطرح کے مزہ دار میوے
 ہوتے ہیں اسکو باغ کہتے ہیں اکثر چھوٹے پھل شاخوں کو کرنا کہنپل وغیرہ جھاڑیوں میں پیدا ہوتے
 اور سنگھاڑے کھات سرو کنول گٹھے وغیرہ تالابوں میں پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے
 درختوں کے پھول نہایت خوشبو رکھتے ہیں مثلاً چمپا۔ مولسری وغیرہ۔ پھول سب رنگ کے
 ہوتے ہیں اور بعض اسقدر چھوٹے ہوتے کہ خالی آنکھ سے ہرگز دکھائی نہیں دیتے نہایت
 تعجب کی بات پھولوں میں یہ ہے کہ انہیں سے اکثر مقرر وقت میں بند ہو کر کلی کی صورت
 بن جاتے ہیں پھر وقت معین میں کھل کر پھول ہو جاتے ہیں ہندوستان میں کنول کا کھلنا

مگر اُنکے اور چوپائے اور پرند وغیرہ کے سینے میں بڑا فرق ہے نباتات کو اندھیرے آجائے
 سردی اور گرمی کا اثر تو البتہ ہوتا ہے مگر وہ ہم لوگوں کی طرح ہل چل نہیں سکتے جہاں پر
 اُگتے ہیں اسی جگہ کھڑے رہتے ہیں درختوں کی چھال جو اوپر اور پرستی سخت اور روکی
 ہوتی ہے کیونکہ اُس سے اُنکے بدن کی حفاظت رہتی ہے اُس چھال کے اندر دوسری چھال
 ریشہ دار ہوتی ہے جسکے اندر نرم لکڑی رہتی ہے پھر اُس نرم لکڑی کے اندر سخت لکڑی ہوتی ہے
 جو گل و رخت کا بوجھ سنبھالتی ہے۔ بعض درختوں میں اُس سخت لکڑی کے اندر بھی ایک
 دوسری چیز بہت نرم رہتی ہے جسکو گودا کہتے ہیں خدا نے درختوں کے پتوں میں عجب
 کام کیا ہے اگر غور سے دیکھو تو اس میں بھی رگ اور نسین اسی ڈول سے نظر آتی ہیں جیسے
 ہم لوگوں کے بدن میں پھیل رہی ہیں درخت انھیں پتوں کی راہ دم لیتے ہیں اگر کوئی
 درخت ایسی جگہ میں رکھا جاوے جہاں اُسکو دم لینے کے لیے ہوا نہ پہنچ سکے تو جیسے آدمی
 گھٹ کر مر جاتا ہے اسی طرح وہ بھی سوکھ جاتا ہے درختوں کی جو جڑ زمین کے اندر رہتی ہے وہ
 گویا اکامٹھ ہے وہی زمین سے پانی کھینچتی ہے جو عرق ہو کر ریشوں کی راہ تمام پیریں اُل ل
 پات پات پھیل جاتا ہے جیسے ہم لوگوں کے بدن میں رگوں کی راہ خون پھیلتا ہے اُس سے
 ڈالی اور پتے سرسبز رہتے ہیں اور موسم سرما میں وہ عرق نہیں اوپر چڑھ سکتا اسی واسطے
 موسم خزاں میں درختوں کے پتے خشک ہو کر گر پڑتے ہیں اور بہار کے موسم میں سوچ کی
 گرمی سے عرق کے عروج کے سبب پھر کرتازہ کو پلین بھوٹی ہیں بعض درخت ایسے ہیں
 کہ انہیں سردی اثر نہیں کرتی بعض درختوں کا بیج گودہ دار پھلون کے اندر ہوتا ہے مثلاً
 سیب۔ ناشپاتی۔ بھی وغیرہ جنکا گودہ اکثر انسان کے کھانے کے کام میں آتا ہے اور بعض
 بے گودے کے پھلون کے اندر نکلتا ہے مثلاً مٹر وغیرہ جنکا بیج ہی اکثر کھانے میں آتا ہے

سریندر۔ مہندر۔ رانا۔ راول۔ راو۔ رائے۔ کنور۔ شاہ۔ نواب۔ دولہ۔ خان۔ بہادر
 وغیرہ بہت بہت طرح کے خطاب دیے جاتے ہیں لیکن جہاں جنگلی آدمی بستے ہیں وہاں
 پادشاہت کا کچھ انتظام نہیں رہتا مثلاً ہندوستان میں بھیل گوند۔ چوار وغیرہ اور عربین
 بدوی اور تاتاریں گردوغیرہ ہیں انہیں کچھ بھی بندوبست نہیں رہتا اور زندگی کے
 آرام کا اسباب بالکل میسر نہیں آتا وہ لوگ صرف شکار یا میوے سے اپنا پیٹ بھر کر جیتے ہیں
 شاگرد۔ دل کی حالتیں کون سی نیک اور کون سی بد ہیں ؟

استاد۔ انسان کو چاہیے کہ غصہ۔ حسد۔ کینہ۔ بغض۔ ظلم۔ دغا۔ فریب۔
 طمع۔ جھوٹ۔ غرور۔ چغلی وغیرہ بُری باتوں کو کبھی اپنے دل میں جگہ نہ دیوے بہت گوی۔
 سخاوت۔ رحم۔ عیب پوشی۔ عفو۔ انصاف۔ عاجزی۔ موافقت۔ احسان۔ مروت وغیرہ
 خوبوں کو اختیار کرے جو کام کرے اسکو بخوبی سمجھ بوجھ اور سوچ بچار اور غور و خیال کے
 کرے اور کسی امید بر نہ آنے یا پوری نہ ہونے سے فسوس نہ کرے جن لوگوں کا ذہن اور
 حافظہ درست ہوتا ہے اور پڑھنے لکھنے کا شوق رکھتے ہیں اور استاد سے ڈرتے ہیں انکو
 محنت کرنے سے لکھنا پڑھنا سب جلد آجاتا ہے اور ایمان اور اعتقاد اور نیت کے درست
 رکھنے سے آدمی خوش رہتا ہے ؟

بیسواں سبق

نباتات کے بیان میں

شاگرد۔ آپ کی زبان شریف سے حیوانات کا تفصیل وار بیان میں نے سنا
 مگر نباتات کی بھی کچھ کیفیت سنا چاہتا ہوں ؟
 استاد۔ پیر بوٹی گھاس وغیرہ نباتات کہلاتے ہیں اور وہ بھی جان رکھتے ہیں

جمعیت کو رسالہ اور پیدل سپاہیوں کے گروہ کو پلیٹن کہتے ہیں یہ لوگ - توپ - غبارے -
 ہندوق - سنگین - شمشیر - ڈھال - چھری - کٹاری - بھالے - برچھی - بان - تیر - کمان -
 قرابین - کھوپری - تبر - چکر وغیرہ ہتھیاروں سے لڑتے ہیں لڑنا بہت بُرا اور خراب کام ہے
 کیونکہ لڑائی میں ہزار ہا طرح کے نقصان اور تکلیفیں ہوتی ہیں اسی ملک کے آدمی بہت خوش
 رہتے ہیں جہاں فتنہ اور فساد گنہام اور صلح اور محبت اُسکی قائم مقام رہتی ہے۔

انیسواں سبق

انتظام بادشاہت کے بیان میں

راج اور سلطنت کا انتظام کئی طرح کا ہوتا ہے کہیں راجہ اور پادشاہ کو بالکل اختیار
 ہوتا ہے جس طرح آگے ہندوستان میں تھا اور اب بھی تمام ایشیائی ملکوں میں جو ایسے راج
 اور پادشاہت میں جب کبھی راجہ اور پادشاہ بے عقل اور بدنیت ہوتا ہے جیسے کہ اکثر ہوا کرتا ہے
 تو ملک کی بارگی ویران اور برباد ہو جاتا ہے۔ کہیں پادشاہ کو قانون بنانے میں مدد دینے
 واسطے اور ناجائز کاموں کے کرنے سے باز رکھنے کے لیے رعایا اپنی طرف سے کچھ آدمی
 مقرر کر دیتی ہے مثلاً انگلستان میں ان لوگوں کی عدالت کو پارلیمنٹ کہتے ہیں کسی ملک میں
 راجہ اور پادشاہ نام کو بھی نہیں ہوتا رعیت خود اپنی طرف سے پنچایت مقرر کر پادشاہت کا
 کام انجام دیتی ہے مثلاً ممالک متحدہ امریکا میں یہی طریقہ سلطنت کا جاری ہے ہر ایک پاؤں کا
 علحدہ علحدہ نشان ہوتا ہے انھیں نشانوں سے قلعے جہاز اور سپاہی پہچانے جاتے ہیں
 خیر خواہوں کو سرکار سے درجے خلعت اور خطاب ملتے ہیں ان سب باتوں سے انکی توفیر
 اور عزت ہوتی ہے انگلستان میں - ڈیوک - مارکویس - وایکونٹ - ارل - بیارن - لارڈ -
 سرنایٹ وغیرہ خطاب ملتے اور ہندوستان میں مہاراجہ - راجہ - راجہ راجگان - لوکیندر

ستھر رکھنا چاہیے اور دل میں کبھی کسی بات کے غم اور فکر کو دخل نہ دینا چاہیے کسادہ
اور روشن اور ہوا دار مکان میں رہنے سے تندرستی متصور ہے۔

اٹھارہواں سبق

ملکوں کی خوبی کے بیان میں

شاگرد۔ میں نے تندرستی وغیرہ کا بیان بخوبی سنا مگر بادشاہت اور ملکوں کی

خوبی کا بیان اور لوگوں کے خطاب اور اتقاب سنا چاہتا ہوں۔

استاد۔ جس ملک کے آدمی دانا تمیز دار ہیں اور انسانیت رکھتے ہیں ان کے

شہروں میں اچھے اچھے مکانات۔ دکانیں۔ بازار۔ مسجد۔ دیوالے۔ دارالشفاء۔ مدرسے

وغیرہ دکھائی دیتے ہیں وہاں کھیتی بھی عمدہ اور بافراط ہوتی اور کوئین۔ تالاب۔

نہرین۔ سرائے۔ مسافر خانے۔ پل۔ سڑک۔ قید خانے۔ پولس کے مکان وغیرہ سب چیزیں

ہر طرف بہت آراستگی کے ساتھ تیار رہتی ہیں اور تجارت اور سوداگری کا باب بھی وہاں

جاری اور کھلا رہتا ہے اور قہنی چیزیں زندگی اور آرام کی ہیں سب اس ملک میں افراط

بہم پہنچتی ہیں کیونکہ آراستہ اور شایستہ ملک میں پادشاہ کا بخوبی بندوبست رہتا ہے

جو زبردست غریب پر ظلم کرے اسکو سزا ملتی ہے اور اسی سبب سے ہر ایک آدمی بے فکری

اور آرام کے ساتھ اپنے اپنے کام اور روزگار میں مشغول رہتا ہے راج اور پادشاہت وہی

خوب ہے جہاں رعیت کی جان و مال کی بخوبی حفاظت ہے اور جہاں ایسی چیزیں جن سے

سب لوگوں کو آرام ملے بکثرت پیدا ہوویں۔ پادشاہت کے احکام تعمیل کرنے اور باہر کے

دشمنوں کے ہاتھ سے ملک بچانے کے واسطے فوج نوکر رہتی ہے جن ملکوں سے سمندر

ملا ہے انہیں پانی کی لڑائی کے واسطے جنگی جہاز بھی رہتے ہیں انگریزی فوج میں سواروں کی

اطلس۔ بانات۔ نیخو۔ مل۔ کرکھ۔ نین شکہ وغیرہ قیمتی کپڑے۔ گھڑی۔ ارگن باجے وغیرہ
 بندوق۔ پستول۔ قفل۔ کنجی۔ چاقو۔ قینچی۔ شیشے اور چینی کے برتن اور ہر ایک قسم کے
 کھلونے اور طرح طرح کے آرام زندگی کے اسباب کسواسطے انگلستان سے ہندستان تک
 پہنچیں اور کسواسطے کوئی کسی کا کام کرے منشی اور بابو کسواسطے مدرسے میں لوگوں کو
 پڑھاویں اور کوتوال اور تحصیلدار بھی کسواسطے شہر کی حفاظت اور ملک کی آمدنی تحصیل کریں
 جو کوئی روزگار سے نفع اٹھا کر بہت روپیہ جمع کرتا ہو اسکو بڑا آدمی اور توانگر کہتے ہیں اور
 جو روزگار میں نقصان ہو جانے یا آمدنی سے زیادہ خرچ رکھنے کے سبب پنا روپیہ کھودیتے
 وہ محتاج اور کنگال ہو جاتے ہیں اور جو لوگ بے شرم اور بے غیرت ہوتے ہیں وہ
 بازار میں گداگری کیا کرتے ہیں +

شاگرد۔ انسان کو کس طرح سے تندرستی اور آرام اور تفریح دل چاہی ہو +
 استا۔ انسان کو محنت و مشقت میں البتہ چالاکی کرنی چاہیے مگر اعتدال کے ساتھ
 یعنی اس قدر محنت کرے جس سے بیمار ہو جاوے آدمی دش گھنٹے اچھی طرح سے محنت کر سکتا ہو
 اسپین ایک آدھ گھنٹہ کھانے پینے کے واسطے البتہ فرصت ضرور ہو کھانا جلدی کے ساتھ
 نہ کھانا چاہیے اور بعد کھانے کے تھوڑی سی استراحت نہایت ضرور ہو مگر یہ نہیں چاہیے
 کہ پاؤں پھیلا کر سو رہیں اور کچھ نگرین۔ ایسی چیز ہرگز نہ کھاوے جو بیماری پیدا کرے
 تفریح کے واسطے ہوا کھانے کو باہر جانا یا کتابوں کی سیر کرنا یا اپنے دوستوں کے ساتھ
 عقلندی اور کام کی باتیں کرنا نہایت بہتر ہو جو لوگ قمار بازی اور اس طرح کے واپسات
 کاموں میں اپنے پیش قیمت زمانے کو برباد کرتے ہیں وہ لوگ نہایت بیوقوف اور بے
 آدمی ہیں سوائے اسکے تندرستی کے واسطے انسان کو اپنا بدن اور مکان خوب صاف

انہیں سب کا حق برابر ہی مثلاً آسمان کی ہوا سورج کی دھوپ دریا کا پانی زمین کی مٹی وغیرہ
پس انکے سواے جو کچھ درکار ہو گا وہ ہم لوگوں کو اپنی محنت سے پیدا کرنا پڑیگا۔ کھانا
پیننا اور رہنا سب بات کا آرام حاصل کرنے کے واسطے آدمی محنت کر کے روپیہ پیدا
کرتے ہیں اگر آدمی محنت نہ کرے تو چند روز میں تمام غلہ اور کپڑا جو موجود ہے خرچ ہو جاوے
تو سب لوگ بنگے بھوکے مرنے لگیں بچوں سے محنت نہیں ہو سکتی اس واسطے انکے مال پر
انکی پرورش کرتے ہیں لیکن جوانی میں انسان کو آپ محنت کرنی چاہیے مال پر کو اپنے
کھانے پینے کے واسطے ہرگز تکلیف نہ دیوین دنیا میں ہر ایک شخص محنت اور مزدوری سے
گزارہ کرتا ہے۔ مزدور بوجھ اٹھاتا ہے۔ زمیندار کھیتی کرتا ہے۔ درزی کپڑا سیتا ہے۔ موچی
جوتا بناتا ہے۔ کسیرا برتن گڑھتا ہے۔ سنار زیور بناتا ہے۔ لوہار لوہے کا کام کرتا ہے۔ جڑی
لگری چھیلتا ہے۔ رنگریز کپڑے رنگتا ہے۔ جولاہا کپڑے بنتا ہے۔ دھوبی کپڑے دھوتا ہے۔
حلوائی مٹھائی بناتا ہے۔ تیلی تیل نکالتا ہے۔ بنیائے کی دکان رکھتا ہے۔ جلد بند کتابوں کی
جلد باندھتا ہے۔ غرض اسی طرح رنگساز۔ شیشہ گر۔ طع ساز۔ مصور۔ کاغذی۔ عطار۔ کیل
حکیم۔ ہر ایک اپنے اپنے کام میں محنت کرتے ہیں۔ روپیہ پیدا کرنے کی محنت کو روزگار
کہتے ہیں یعنی جو کام ہمیشہ کرنا پڑے۔ روزگار چار قسم کا ہے۔ کاشتکاری۔ سوداگری۔
کاریگری۔ نوکری۔ ہر شخص اپنی لیاقت اور مقدور کے موافق روزگار کرتا ہے کاشتکار
کھیتی کر کے غلہ اور کپاس اور چینی اور افیون وغیرہ جنس پیدا کرتے ہیں سوداگر تجارت
اور سوداگری کرتے ہیں اور تجارت کے واسطے دور دور سے مال لاتے اور لیجاتے ہیں
کاریگر طرح طرح کی چیزیں بناتے ہیں اور نوکر ہر طرح کی خدمت کرتے ہیں جو آدمی دنیا میں
روزگار نہ کرے تو بچہ کسی کو کھانے پینے کا اسباب کیونکر ملے یہ عمدہ عمدہ چیزیں۔ محل۔

جائداد اور محنت کے بیان میں

شاگرد۔ آدمی دنیا میں جائداد اور ملکیت کو کس کے ذریعے سے پیدا کرتا ہے اور
جائداد اور مرتبہ کس کو کتے ہیں ؟

استاد۔ یہ سب چیزیں جو ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں انہیں ایسی بہت کم ہیں
جو کسی کی جائداد اور ملکیت نہوں اور وہ سب محنت سے پیدا ہوتی ہیں بغیر محنت کے
کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا اگر انسان محنت نہ کرے تو یہ مکان اور باغ اور کھیت اور روٹی اور
کپڑے اور کتابیں وغیرہ سب آرام کی چیزیں کیونکر تیار اور موجود ہوں۔ جو آدمی
کوئی چیز اپنی محنت سے پیدا کرتا ہے یا کوئی اُسکو دیتا ہے وہ اُسکی جائداد ہوتی ہے اکثر
لوگوں کو اپنے باپ دادا سے کی پیدا کی ہوئی چیزیں بھی مل جاتی ہیں لڑکوں کو اس پہلے
کابل اور تادان ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ اپنے ہاتھ پاؤں کی محنت سے ہر ایک چیز
پیدا کرنی چاہیے انسان کو مناسب ہے کہ دوسرے کی چیز بر خلاف اُسکی مرضی کے خواہ برا
وزوی خواہ براہ زبردستی کبھی نہ لے لے نہ تو اُس چیز کا مالک مجسٹریٹ کے پاس جا کر
نالش کریگا اور مجسٹریٹ کے یہاں سے اُس چیز کے لینے والے کو سخت سزا ملے گی اور
یہ بات عدل اور انصاف کی ہے کہ کوئی شخص کسی کی چیز اُسکی مرضی کے برخلاف نہ لے۔
اور جب آدمی نے یہ ارادہ کیا کہ جب چاہوں گا تب دوسرے کی پیدا کی ہوئی چیزیں
لے لوں گا تو پھر کس واسطے وہ کسی چیز کے پیدا کرنے میں محنت اور کوشش کریگا۔ اگر لڑکوں کو
بھئی کسی کی بھولی ہوئی یا کھوئی چیز مل جائے تو اُسکے مالک کو حوالے کر دیں کیونکہ اُسکے
رکھنے سے چور ٹھہرے اور جب ہم چوری نہیں کر سکتے تو بیگانہ چیز پر دل چلانا یا اُسکے
واسطے طمع کرنا محض بچا اور نادارست ہے خدا نے بہت سی چیزیں ایسی بھی پیدا کی ہیں

بغیر
محنت کے

پڑھا لکھا ہوتا ہی اسکی عقل ہزاروں برس والے کے برابر گنی جاتی ہے پھل سے بھی کاغذ لکھتے ہیں مگر اسکا حرف ربر سے جو ایک قسم کے درخت کا گوند ہے کاغذ سے صاف جاتا رہتا ہے لڑکوں کو مدرسے میں سیٹ اور دھرپٹ اور تختوں پر لکھنا سکھاتے ہیں +

شگرد - تحریر دستی کے سوا لکھنے کی اور بھی کوئی وضع ہے یا نہیں +

استاد - تحریر دستی کے سوا لکھنے کی دوسری وضع چھاپا ہے اگلے زمانے میں ہاتھ سے لکھے جانے کے باعث کتابیں بہت گران بھتی تھیں کیونکہ انکے تیار کرنے میں بہت محنت پڑتی تھی اب جب سے طبع عام یعنی سمیت ۱۸۹۴ء میں ایمان کے ملک میں ایک شخص جان گٹن نامے نے چھاپنے کی حکمت نکالی تب سے اسکی بدولت علوم اور فنون کی کتابیں ارزان ملنے لگیں یہ کتابیں چھاپنے کی کل میں پیسے کے حرفوں کے وسیلے سے چھاپی جاتی ہیں اوائل میں یہ کلین آدمی کے ہاتھ کے زور سے گھومتی تھیں لیکن ورینولا کمپن کمپن دھوئین کے زور سے بھی گھومتی ہیں انگلستان میں ٹائمز نام ایک نہایت مشہور اخبار ہے اسکی کل چھاپنے کی دھوئین سے چلتی ہے اس کل سے ایک دن میں ۳۶۰۰۰ پرچے چھپ جاتے ہیں اگر کوئی ہاتھ سے لکھا چاہے تو شاید تمام عمر میں بھی نہ لکھ سکے سوا اس کے چند روز سے ایک قسم کے پتھر پر چھپنا شروع ہوا ہے ہر طرح کے اخبار جنہیں سیکڑوں طرح کی علمی باتیں اور سب ملکوں کے نئے نئے احوال جن کے دریافت سے عقل زیادہ ہوتی ہے چھاپے جاتے ہیں صرف اسی چھاپے کی بدولت یہ اخبار ہم لوگوں کی نظر میں آتے ہیں ورنہ ایسے ایسے لمبے چوڑے کاغذات ہاتھ سے کیونکر لکھے جاتے +

سترھواں سبق

ترکی وغیرہ زبانیں ہیج بھاگھا کے ساتھ ملگئیں اور اسکا نام اردو مقرر ہوا *

سولھواں سبق

تحریر اور چھاپنے کے بیان میں

شاگرد۔ کیون جناب بولنے کے سوا دوسرے کے سمجھانے کے لیے اور بھی کوئی صوت ہو
استاد۔ ہاں تحریر یہ وہ فن ہے کہ اسکے وسیلے سے آدمی جو گفتگو منہ سے کرتا ہے
اسے وہ نشانیوں کے ذریعے سے دوسرے آدمی کو بتلا سکتا ہے انھیں نشانیوں کو حرف
کہتے ہیں ہر ایک آواز کے واسطے جو منہ سے نکلتی ہے ایک نشانی یعنی حرف مقرر ہے وہ حرف
روشنائی یا شکر و غیرہ رنگوں سے قلم کی مدد سے کاغذ پر لکھے جاتے ہیں جب تک لوگوں کو
کاغذ بنا نامعلوم تھا اسوقت تک حیوانات کے پوست اور درختوں کی چھال اور پتوں پر
لکھتے تھے ہندوستان میں اب بھی بھوج پتر اور تار کے پتوں پر تعویذ اور پانچھ وغیرہ
لکھتے ہیں جیسے سب ملکوں کی زبانیں مختلف ہیں ویسے ہی وہاں کے حروف بھی علحدہ
صورت کے مرقع ہیں جن حروف میں یہ کتاب مندرج ہے اسکا نام فارسی ہے اس لکھنے کی
بدولت ہم لوگ اپنے دوستوں سے ہزاروں کوس کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے اپنا مافی اظہر
ظاہر کر سکتے ہیں اور جن لوگوں کو شربت مرگ چکے ہوئے سیکڑوں اور ہزاروں برس
گزر گئے انکے دلی خیال بھی معلوم کر سکتے ہیں کسی کا لکھا ہوا پڑھنا گویا اس سے گفتگو کرنا ہے
جب ہم کوئی کتاب پڑھتے ہیں تو گویا اسکے مصنف سے باتیں کرتے ہیں جسقدر انسان
مسن ہوتا ہے اسیقدر تجربات حاصل کرتا ہے اور جتنے تجربات حاصل کرتا ہے اتنا ہی عقلمند ہوتا ہے
اسی واسطے دیرینہ آدمی معزز ہوتا ہے مگر جو لوگ کتاب دیکھ کر قدیمی زمانے کا حال دریافت
کر لیتے ہیں وہ تو گویا ہزاروں برس کا تجربہ حاصل کر لیتے ہیں اور اسی باعث سے جو انسان

جانور اپنے دل میں منصوبے نہیں باندھ سکتے اور اپنے دلی حالات باہم بول کر اُن سے ایک دوسرے کو آگاہ نہیں کر سکتے اس واسطے وہ آدمی کے قابو میں رہتے ہیں اسی زبان کی طاقت کی بدولت ہم لوگ ایک دوسرے کے دل کا حال باخود ہا د فریت کر سکتے ہیں اور جو لوگ صاحب علم اور دانشور ہوتے ہیں اُن سے لڑکے اور لڑکیاں اور نادان تعلیم اور نصیحت پاتے ہیں۔ تقریر ایسی صاف کرنی چاہیے کہ سامع بخوبی سمجھ جاو انسان جس قدر شیریں اور ملائم گفتگو کرتا ہی اُس قدر اُس سے لوگ زیادہ الفت اور محبت رکھتے ہیں اور جتنا سچ بولتا ہی اُس قدر سب کے نزدیک معتبر ٹھہرتا ہی پس لڑکوں کو چاہیے کہ جھوٹی اور کرڑی بات ہرگز نہ کہیں۔ ہر ایک ملک کے آدمی جدی جدی زبان میں بولتے ہیں ایک کی زبان دوسرے سے مطابقت نہیں رکھتی مثلاً فارس کے لوگ فارسی بولتے ہیں عرب کے عربی انگلستان کے انگریزی چین کے چینی فرانس کے فرانسیسی یونان کے یونانی غرض جتنے ملک ہیں اتنی ہی زبانیں ہیں بلکہ بعض جاضلع ضلع کے درمیان جداگانہ زبان بولی جاتی ہو مثلاً ملک ہندوستان میں پہاڑی۔ کناوری۔ کشمیری۔ پنجابی۔ نیپالی۔ گجراتی۔ مرہٹی۔ تنگی۔ کرناٹکی۔ دراوڑی۔ تاملی۔ میتھلی۔ بنگالی۔ دیسوالی۔ سندھی۔ اڑیا وغیرہ اپنے اپنے ضلعوں کے درمیان رائج ہو رہے ہیں یعنی متھرا کے قریب جو زبان بولی جاتی ہو اُسکو برج بھاکھا کہتے ہیں برج بھاکھا زبان ہمارے ملک میں مقدم اور سب سے زیادہ مشہور ہے جس زبان میں یہ کتاب ہو اور جن میں کچھ یون کے سب کاغذات لکھے پڑھے جاتے ہیں اُسکو اردو یعنی لشکر کی زبان کہتے ہیں شاہجہان کے عہد میں اس زبان نے رواج پایا یعنی جس وقت دہلی کے بازار میں ترک منل چٹان وغیرہ ہندوؤں کے ساتھ سودا سلف اور خرید و فروخت اور بات چیت کرنے لگے تو انکی فارسی

چیز کی مقدار دیکھنے اور چھونے سے دریافت ہوتی ہے یا ایک دوسرے کے ساتھ ملانے سے مثلاً پہاڑ آدمی کی بہ نسبت بڑا ہوتا ہے اور آدمی کتے اور بلی کی بہ نسبت۔ چیزوں کی ناپ کے لیے نام معین ہیں۔ اول طول۔ دوسرا عرض۔ تیسرا عمق۔ جب ہم شیے سے کسی شے کی بلندی مراد لیتے ہیں تو اسے ارتفاع کہتے ہیں اور جب اوپر سے کسی چیز کی گہرائی لیتے ہیں تو اسے عمق بولتے ہیں مثلاً یہ دیوار تھینا سائے ہاتھ بلند ہے اور وہ کوئلے قریب دس فیٹ کے گہرا ہے۔ اسی طرح وزن و طرح کا ہوتا ہے ایک ہلکا دوسرا بھاری مثلاً پتھر بہ نسبت لوہے کے ہلکا اور بہ نسبت لکڑی کے بھاری ہے۔

پندرہواں سبق

بولیوں کے بیان میں

شاگرد۔ آپ عنایت کر کے کچھ حال زبان اور تقریر کا بیان فرمائیے۔

استاد۔ آدمی کا دلی حال اکثر اس کے آواز دینے سے معلوم ہوتا ہے اور اسی آواز کو زبان کہتے ہیں اگرچہ جانور بھی بولتے ہیں مگر انکو اس قدر طاقت نہیں کہ اپنے دل میں کچھ مضروبہ اور مشورہ کر کے ایک دوسرے کو سمجھا سکیں مگر اکثر جانور اپنی بولی کے تفاوت اور نرم اور گرم آواز سے اپنا سنج و آرام اور غصہ اور طاقت ظاہر کر سکتے ہیں طوطا۔ مینا۔ کاکا تو وغیرہ جانور انسان کی تعلیم سے فقرے فقرے بولتے ہیں مگر انکے معنی بالکل نہیں سمجھتے وہ آدمی کی زبان اس طرح بولتے ہیں جس طرح کوئی آدمی جانوروں کی بولی بولتا ہے۔

اکثر جانوروں کی بولی کے واسطے علمی و علمیہ الفاظ مقررین مثلاً ہاتھی جگھاڑا ہے۔ شیر گرتا ہے۔ گھوڑا ہنستا ہے۔ شیر بلبلا تا ہے۔ بیل ڈکرتا ہے۔ کتا بھونکتا ہے۔ گدھا رنگتا ہے۔ کوا قافا کرتا ہے۔ کتہ غٹ غون کرتا ہے۔ کویل کوکتی ہے۔ مچھرا دھنکھناتی ہے۔ بھونکا گونجتا ہے۔ چڑیاں چھپاتی ہیں

ہوتا ہے تو اسکو آڑا خط کہتے ہیں اور جو اوپر سے نیچے کی طرف کھینچا جاتا ہے اسکو کھڑا خط کہتے ہیں ان دونوں کے سواے ایک ترچھا خط کہلاتا ہے انکی شکلیں ذیل میں مندرج ہیں

کھڑا خط

آڑا خط

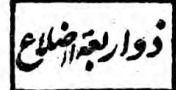
ایک نقطے پر دو خطوں کے ملنے سے زاویہ پیدا ہوتا ہے گریہ شرط ہے کہ وہ دونوں خط ملکر ایک سیدھا خط نہ ہو جاوے۔ زاویے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ زاویہ قائمہ۔ زاویہ حادہ۔ زاویہ منفرجہ۔ انکی ذیل میں صورتیں مندرج ہیں۔

زاویہ قائمہ

زاویہ منفرجہ

زاویہ حادہ

چار سیدھے خطوں سے جو جگہ گھرجاتی ہے اسے ذواربۃ الاضلاع کہتے ہیں اس طرح کے جتنے خط ملکر جتنے زاویے بن جاویں اتنے زاویوں اور خطوں کے موافق ان شکلوں کے نام رکھ لینے چاہیے مثلاً تین خط ملکر تین زاویے ہوتے ہیں اسکو مثلث بولتے ہیں اور چھ خط ملکر سدس اور آٹھ خط ملکر ہشت گوشہ ہوتا ہے جو خط کہ غیر مستقیم یعنی سیدھا نہیں ہوتا اسکو خط منحنی کہتے ہیں جو ایک خط گول جگہ کو گھیر لیتا ہے اس جگہ کو دائرہ بولتے ہیں اور جو خط گھوم کر گول ہو جاتا ہے اسے محیط کہتے ہیں اور جو خط سیدھا دائرے کے ٹھیک درمیان ہو کر کھینچا ہے اور اس کے دونوں سر محیط کو چھوتے رہیں اسکو قطر بولتے ہیں۔



رکھوں کو سب طرح کی شکلوں کا حال بخوبی تب ہی معلوم ہو گا جب تحریر اقلیدس کی کتابیں پڑھ لیوینگے یہاں روزمرہ کی صورتیں دکھلا دی گئی ہیں۔

شلالہ نیلے اور زرد کے ملجانے سے سبز۔ اور سرخ اور زرد کے ملجانے سے نارنجی اور نیلا اور سرخ ملنے سے بنجی ہو جاتا ہے۔ رنگ کی پیدائش کا سبب سورج کا عکس اور اسکی شعاع ہو جیسے کہ منہ کے قطرون پر سورج کی شعاع پڑنے سے قوس قزح بن جاتا ہے اس کے درمیان اصلی رنگ تین ہیں اور چار مرکب اگر ان رنگوں کو قوس قزح کے سر سے شمار کرنا شروع کرو تو اس طرح ہر شمار ہو گا کہ سرخ نارنجی زرد سبز نیلا بنجی بنفشی قوس قزح کے لیے سب رنگ دھوپ کے درمیان  شیشے کے استوا بنفشی میں دکھلائی دیتے ہیں جہاں کوئی رنگ نہیں پایا جاتا صرف روشنی پائی جاتی ہے اس کو سفید اور سادہ اور روشن کہتے ہیں اور جہاں روشنی بھی نہیں پائی جاتی اس کو سیاہ اور اندھیرا بولتے ہیں اگرچہ حقیقت میں سرخ زرد نیلے کے ملنے سے سفیدی ہوتی ہے مگر بالفعل لڑکوں کو اس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے جب پڑھتے پڑھتے ذرا استعداد ہو جاوے گی تو البتہ سمجھ سکیں گے۔

چودھواں سبق

ذیل ڈول کے بیان میں

شاگرد۔ جو چیزیں دنیا میں موجود ہیں انہیں رنگ کے سوا کچھ ذیل ڈول بھی ہوتا ہے اس کا بیان فرمائیے بغیر اسکے دریافت کیے انکی صورتوں کو کس طرح معلوم کریں گے؟ استاد۔ دنیا میں جن چیزوں کی صورتیں دکھلائی دیتی ہیں وہ سب مختلف اوضاع کی ہوتی ہیں انکی پہچان کے لیے لڑکوں کو ان شکلوں کے نام معلوم کرنے ضرور ہیں جو لوگ انکے نام اور صورت سے واقف ہوتے ہیں وہ کام کے وقت کسی چیز کی شکل کا بعینہ بیان کر سکتے ہیں ذرا فرق نہیں پڑتا یہ حال تو لڑکوں کو بھی معلوم ہو گا کہ خط لکیر کو کہتے ہیں اور جب اس کا ایک کنارہ داہنی طرف کو دوسرا کنارہ بائیں طرف کو

اگرچہ چرند پرندوں کے ہاتھ نہیں ہوتے مگر انکی مطلب برآری کے لیے دُم دی، ہر اور گوشت خور جانوروں کے تیز دانت۔ بعض جانور ہتھوں کے ہتھتے اور مہینوں کے مہینے سوتے ہیں کہ اسکے سبب سے انکو سردی اور گرمی کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی اور بھوکھ پیاس کی تکلیف بھی نہیں اٹھاتے ہیں +

تیرھواں سبق رنگ کے بیان میں

شاگرد۔ حضرت کی زبان شریف سے اعضا کا بیان بخوبی سنا مگر ہر ایک طرح کے رنگ دکھائی دیتے ہیں وہ کیا ہیں +

استاد۔ خدا کی خلقت میں کوئی ایسی چیز نہیں جسکو دیکھ کر دل خوش نہو مگر خصوصاً رنگوں پر نظر پڑنے سے دل کو نہایت خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن جس رنگ پر نظر دیر تک خوشی بخوشی ٹھہرتی ہے وہ رنگ سبز کہلاتا ہے اسی باعث سے قادی مطلق نے اپنی خلقت میں سب سے زیادہ یہی رنگ رنگا ہے مگر آسمین بھی فرق ہے کوئی ہلکا کوئی چمکیلا کوئی ذرا چمکدار ہوتا ہے اسی واسطے انکے نام بھی علحدہ علحدہ مقرر ہیں مثلاً۔ کاہی۔ دھانی۔ زمرودی۔ زنگاری۔ پستی۔ ماشی۔ وغیرہ دنیا میں ہزار باطرح کے رنگ ہیں مگر ان رنگوں میں اصلی رنگ صرف تین ہیں۔ سرخ۔ زرد۔ نیلا۔ باقی ہر رنگ سبز۔ گلابی۔ بیجنی۔ نافرمانی۔ زعفرانی۔ گل انار۔ فاختی۔ سرمئی۔ آبی۔ اگرئی۔ سوسنی۔ پیازی۔ نارنجی۔ صندلی۔ کاسنی۔ خاکی۔ لاجوردی۔ لاہی۔ بادامی۔ کانگریزی۔ فیروزئی۔ طوسی۔ فالسی۔ شربتی۔ خشتاشی۔ گندھکی۔ کافوری۔ عباسی۔ کروندیا۔ عنابی۔ اور وغیرہ انھیں تین رنگوں کے باہم ملنے سے پیدا ہو جاتے ہیں

اور کبھی کس خوبی کے ساتھ شہد بناتی ہو اور مگڑی کیسا باریک جالا اپنے پیٹ سے نکال کر
تنٹی ہو طوطا اور مینا اور کاکا تو اکیسا آدمی کی طرح بویان بوتا ہے بندر سکھلانے سے
کیسے کیسے کھیل اور تماشے کرنے لگتا ہو گتا اپنے مالک کو کیسا پہچانتا ہو اور بعض جانور
پہلے ہی موسم آئندہ کی شدت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کر لیتے ہیں۔ ہالیہ پہاڑ کے سرد
ملکوں میں جب سردی کی وجہ سے پالا پڑتا اور پانی جمنے لگتا ہو اور سردی زیادہ پڑتی ہو
اس سے پہلے ہی وہاں کی اکثر اقسام کی مرغابیاں اپنا اپنا ملک چھوڑ کر اور ملک کی
ندیوں اور چیلوں میں سکونت کے لیے دہلی اور آگرے تک چلی آتی ہیں اور جیسے
ملک میں گرمی کا موسم شروع ہونے پر آتا ہے تب اپنے ملک کو پھر چلی جاتی ہیں اس طرح سے
انگلستان کی بہت سی چڑیاں موسم سرما میں ملک مصر میں جو نسبت انگلستان کے گرم
چلی آتی ہیں اور قطبین کے ملکوں میں جہاں انگلستان سے زیادہ جاڑا پڑتا ہو اور بالکل
پانی بلکہ سمندر بھی جم جاتا ہو انگلستان میں چلی آتی ہیں۔ ایک ملک سے غیر ملک میں
جانے والی چڑیاں اکثر جمع ہو کر باہم کروہ باندھ کر چلتی ہیں اور وہ ایک دن کے
عرصے میں دو دو سو تین تین سو کوں میں طوکر جاتی ہیں۔ جو چڑیاں رات کو کھاتی ہیں
وہ رات ہی کو چلتی پھرتی بھی ہیں اور دن کی چلنے والی دن میں۔ خدا نے ہر ملک کی
سردی اور گرمی کے موافق وہاں کے جانوروں کے بدنوں پر پوست اور بال بنائے ہیں
ظاہر ہے کہ گرم ملک کے گایوں کے چھوٹے چھوٹے بال ہوتے ہیں اور سرد ملک کے
سراگایوں کے بڑے بڑے بال اسی قیاس پر گرم ملک کی بھیڑی بکریوں پر کم اون
ہوتا ہو اور سرد ملک والیوں پر بہت۔ ہاتھی بلند قد ہوتا ہو اس واسطے اس کو زمین پر
چارہ چرنے اور پانی پینے کے لیے سونڈ عطا کی ہو اس طرح اونٹ کی گردن لمبی۔

اور جب تک ہر ایک عضو سے کام نہ لیا جاوے تب تک آدمی کی طبیعت ہرگز نہیں بڑھتی جب تک لکھنے پڑھنے میں ان سب جوارح سے مدد نہ لیجاوے گی تب تک جیسی چاہیے جلد استعداد نہوگی یہی وجہ ہے کہ وانا یا ان فرنگ چار چار پانچ پانچ کتابیں درسون میں پڑھاتے ہیں کہ سب عضو کام میں رہیں مبادا کوئی بے شغلی کی وجہ سے بیمار نہو جاوے اگر یہ اعضا نہوتے تو آدمی دنیا کی کیفیت سے بالکل ناواقف اور بیخبر رہتا چرند پرند ایسے ہیں کہ وہ اعضاے انسانی رکھتے ہیں بلکہ بعض جانوروں کے اعضا کی قوت نسبت انسان کے تیز اور زیادہ ہے مثلاً بلی سنتی زیادہ ہے جہاں ذرا بھی چوہے کی آواز پاتی ہے فوراً اسکو پکڑ لیتی ہے اس طرح کتے کو بو بہت جلد پہنچتی ہے وہ قوت شامہ کے ذریعہ سے اپنا شکار تلاش کر لیتا ہے اور گدھ کی نظر دور تک پہنچتی ہے اڑتے ہوئے کوسون کے فاصلے پر بے ہوشے مردوں کو زمین پر دیکھ لیتا ہے گائے بیل گھوڑے اور سور کو زبان کی طاقت زیادہ ہوتی ہے۔

غرض خدا نے ہر ایک کو اپنی اپنی ضرورت کے موافق طاقت عطا کی ہے بے سبب اور بے مطلب اسنے کوئی چیز نہیں بنائی عقل حیوانی سے بھی جانور ایسے ایسے کام کرتے ہیں کہ جو انسان کو تعجب میں ڈالتے ہیں دیکھو بعض جانور دشمن سے بچنے کے لیے گیسامردہ سا بنکر زمین پر دبک رہتا ہے اور بعض مچھلیاں جہاں پانی پایا ہوتا ہے وہاں کی مٹی اچھال اچھال کر پانی کو کیسا گندلا کر دیتی ہیں جس میں انکے دشمن کو وہاں کچھ دکھلائی نہ دیوے بعض جڑیاں درخت کی ڈالیوں اور پہاڑ کی درزوں اور مکان کی دیواروں میں گھاس لکڑی مٹی کپاس اور پتوں سے کس حکمت کے ساتھ اپنا گھوسلا بناتی ہیں کہ جس میں بچے بھی آرام سے رہیں اور دشمن سے بھی امن رہے

اس علم میں بخوبی مہارت ہو جاوے گی تب اس خیال بندھنے اور روشنی اور عکس پڑنے کی حقیقت کما حقہ خود بخود واضح ہو جاوے گی :

سامعہ کا عضو کان ہے جب کوئی آواز کان کے اندر پڑتی ہے تو دل کو اسی وقت اس سے آگاہی ہو جاتی ہے مگر سننے میں کوئی آواز پیاری اور میٹھی اور کوئی ناگوار معلوم ہوتی ہے جن شخصوں کو آواز سنائی نہیں دیتی انکو اصم یعنی بہرا کہتے ہیں۔ مثلاً کان کا عضو ناک ہے ناک کے اندر ایسی نازک رگیں ہوتی ہیں کہ ہوا میں جس طرح کی بو ہوگی اسی میں سرایت کر جاوے گی جس شخص کے ناک نہیں ہوتی اُسکو کٹھا کہتے ہیں۔ ذائقہ کا عضو زبان ہے اُسکی رگیں ایسی نازک ہیں کہ فوراً انکو ہر ایک چیز کا مزہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ذائقہ چھ طرح کے ہیں۔ میٹھا۔ کھٹا۔ کھاری۔ کڑوا۔ تیکھا۔ کسلا۔ جس میں کچھ بھی مزہ نہیں ہوتا ہے اُسکو پھیکا اور بی مزہ کہتے ہیں۔ لامسہ کا عضو پوست ہے مگر خصوصاً یہ کام ہاتھ سے ہوتا ہے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں میں ایسی نازک رگیں ہیں کہ اُسے کسی چیز کو چھوتے ہی فوراً دل کو اُس چیز کی سختی۔ نرمی۔ سردی۔ گرمی۔ اور ڈیل ڈول سے آگاہی ہو جاتی ہے۔ ان سب اعضا کو کام میں لانے سے اور جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں اُسکو یاد رکھنے سے تجربہ اور معلومات ہوتی ہے اور پھر اُس سے ہم لوگ بخوبی اپنی حفاظت کر سکتے ہیں دل تک ہر ایک چیز کی خبر پہنچنے کے لیے خدا نے ان سب اعضا کو بطور راستے کے مقرر کیا ہے مثلاً ایک ناک کی ڈلی ہے اُسکو ہاتھ سے ٹو لو گے تو صرف یہی معلوم ہوگا کہ مثل کنکر کے کوئی چیز ہے اور جب آنکھوں سے دیکھو گے تو اُس کا رنگ اور چمک معلوم ہوگی اور زبان پر رکھنے سے اُس کا ذائقہ۔ اس طرح سے ہوا اور آواز کی خبر ناک اور کان کی راہ سے ہوتی ہے جو کام جس عضو کا ہے وہ اُسی کے ذریعے سے بخوبی ہوتا ہے

دریافت ہوئے ہیں انہیں بعض تو ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ بغیر خرد بین کے فقط آنکھوں سے
ہرگز دکھائی نہیں دیتے اور بعض ایسے بڑے ہوتے ہیں جیسے ہاتھی اونٹ وغیرہ
مگر قادر مطلق نے سب چیزوں کو ایسی درستی کے ساتھ بنایا ہے کہ جو باتیں اس دنیا میں
بڑی سی بڑی چیزوں میں پاؤ گے وہی باتیں چھوٹی سی چھوٹی چیزوں میں بھی ملیں
ملینگی جو اسکی حکمت ہاتھی میں نظر آتی ہے وہی چھوٹی میں بھی دکھائی دیتی ہے۔

بارہواں سبق

اعضا اور انکی طاقت کے بیان میں

شاگرد۔ آپ نے جانور کئی قسم کے بیان کیے مگر انکی تمیز میں کچھ فرق بھی ہے
یا یکساں ہیں ؟

استاد۔ سب جانوروں کے پانچ اعضا ہوتے ہیں اور ان پانچوں کی پانچ
قوتیں ہیں۔ باصرہ۔ سامعہ۔ شامعہ۔ ذائقہ۔ لامسہ۔ باصرہ کا عضو آنکھ ہے اور وہ ہتھ
ناڑک ہوتی ہے چنانچہ کپڑے مکڑوں اور گردوغبار سے اسکی حفاظت کے لیے اُسکے آگے
خدا نے پلکین بطور پردے کے لگا دی ہیں جسکو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے اُسکو اندھا
کہتے ہیں اندھا ہر ایک چیز کو ٹٹول کر اور آواز اور آمیون سے پوچھ پوچھ کر اپنا کام چلاتا ہے
آنکھوں کی پلکیوں کے درمیان جو ستارے کے مانند چمکتا ہے اُس میں ہر ایک چیز کی تصویر
دکھائی دیتی ہے وہی تصویر ایک رگ کے وسیلے سے دماغ میں پہنچتی ہے اور اُسی سے
انسان کو صورتوں کے دیکھنے کا خیال بندھتا ہے دفعۃً بہ خیال بخوبی سمجھ میں آنا نہایت
دشوار اور مشکل ہے کہ ان آنکھوں میں مختلف اشیاء کے عکس سے دل کو کس طرح خبر
پہنچ جاتی ہے اور پھر کس طرح اُن چیزوں کا خیال بندھ جاتا ہے لیکن لڑکوں کو جب

بعد چند روز کے پھر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ انھیں انڈون سے کیڑے لگنے جگے سولہ ہجیر اور بارہ آنکھیں اور منہ ہوتا ہی کچھ دنوں میں جب اُس کیڑے پر خول چڑھتا ہی تب وہ کئی مہینے تک مردار کی طرح ایک جگہ میں پڑتا ہی پھر اُس کے اندر سے وہ کیڑا بتلی ہو کر نکلتا ہی اس بتلی کے چھ پیر اور دو آنکھیں ہوتی ہیں اور دو بازو جو نہایت خوبصورت ہوتے ہیں امریکا میں بعض بتلی ایک ایک فٹ چوڑی ہوتی ہی قادیان مطلق کی کیا شان اور قدرت ہی کہ ایسے بد شکل کیڑے سے ایسی خوبصورت بتلی بن جاتی ہی۔ سردی کے موسم میں کیڑے وغیرہ کم ہوتے ہیں ریشم جو ایسی قیمتی چیز ہی اور ہم لوگوں کی پوشاک نفیس اُس سے بنتی ہی کیڑوں سے پیدا ہوتا ہی جس طرح مکڑی اپنے رہنے کے واسطے جالالتی ہی اُسی طرح ریشم کا کیڑا اپنا گھر ریشم سے بناتا ہی کیڑوں کو مار کر اس ریشم کو روئی کی طرح کات اور بنگر طرح بطح کے عمدہ ریشمی کیڑے بنالیتے ہیں مثلاً۔ مغل۔ اطلس۔ چولی۔ دریائی۔ پیتا نبر۔ کناریا۔ گلبند۔ شروع۔ کنخاب۔ ملانی۔ کیس وغیرہ۔

شاگرد۔ آپ نے جاندار جانور چار طرح پر بیان کیے ہیں مگر ہر ایک کی کتنی قسمیں ہیں۔

استاد۔ جانوروں کی قسموں کا تفصیلاً بیان کرنا تو نہایت مشکل ہی کیونکہ زمین اور پانی اور ہوا یہ تینوں جانداروں سے پھر میں انکو کوئی جسطہ غور کر دیکھتا ہی اُسی قدر اُسکی عقل و فہم زیادہ ہوتی ہی اور قدرت اُسی معلوم ہوتی ہی اگرچہ زمین اور پانی اور ہوا میں بہت سی چیزیں ہیں مگر انہیں بہت سے جانور بھی رہتے ہیں مثلاً آدمی۔ چرند۔ پرند۔ مچھلیاں۔ کیڑے۔ مکوڑے وغیرہ سب جانور دنیا میں اب تک ۵۰۰۰۰ قسم کے

چھٹا بنا لیتی ہیں مگر اُنکے ہمراہ ایک سردار بھی ضرور رہتی ہو وہ جہاں رہتی ہو اُس جگہ پر سب کھیاں
 چھٹا بنانے کی تیاری کرتی ہیں۔ کھانے میں شہد نہایت شیریں اور مزہ دار ہوتا ہو
 شملے کے پہاڑی لوگ چھتے سے اس حکمت سے شہد نکالتے ہیں کہ ایک کھی بھی نہیں
 مرنے پاتی ہو۔ ترکیب یہ ہو کہ دیوار میں ایک دریچہ بناتے ہیں اور اُس دریچے کے
 باہر کی طرف ایک سوراخ کر دیتے ہیں اور اندر کی طرف کو کوڑا کھلے رکھتے ہیں جب
 کھیوں کو رانی کے ہمراہ چھٹا بنانے کے ارادے میں پاتے ہیں تب اُس رانی کو کسی
 حکمت سے اُس دریچے کے اندر چھوڑ دیتے ہیں اور باقی کھیاں اُسکی آواز سنکر دریچے
 باہر کے سوراخ میں ہو کر وہاں جمع ہو جاتی ہیں اور چھٹا بنا تی ہیں اور ہمیشہ اُسی
 سوراخ کے رستے ہو کر آتی جاتی ہیں جب وہ شہد سے چھٹا پڑھتی ہیں تب اوس
 کھڑکی کے کوڑا کو اندر کی طرف سے کھو لکر دھواں کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ سب
 کھیاں اُس باہر کے سوراخ کی راہ سے جس سے ہمیشہ آتی جاتی رہتی تھیں باہر
 نکل جاتی ہیں پھر چھتے کے اندر سے شہد نکال کر اُس کھڑکی کے کوڑا بند کر دیتے ہیں
 بعد رفع ہونے دھوئیں کے اُسی سوراخ کی راہ سے پھر کھیاں اندر چلی آتی ہیں اور
 پھر اُس چھتے کو شہد سے پڑھتی ہیں۔ ان کیڑے کوڑوں میں ایک تعجب کی بات
 یہ پائی جاتی ہو کہ اکثر انکی صورتیں تبدیل ہو جاتی ہیں یعنی پہلے انڈے کی شکل رہ کر
 گھن کی شکل بنتے ہیں بعد ازاں لمبے کیڑے ہو جاتے ہیں پھر خول کے اندر بند ہو کر
 چند روز میں پرواز و نکل کر جب پتنگے ہو جاتے ہیں تب وہی ہوا میں اُڑنے لگتے ہیں۔
 ان حالتوں کے گزرنے میں چار چار برس بلکہ پانچ پانچ برس بھی گزر جاتے ہیں اکثر
 لوگوں نے درختوں کے پتوں کی پشت پر سفید اور نرم اور باریک انڈے دیکھ کر

جو نہ نہ ہوتی ہیں نہ مادہ اور وہ بالکل چھتے کا کام بطور نگہبان کرتی ہیں۔ ملکہ ایک سے
 زیادہ نہیں ہوتی اگر کوئی بن بھی جاتی ہو تو سب نگہبان اُسکو مار ڈالتی ہیں اور بھاد
 اور کو اُس کے سینے میں جب اندھے دینے کا موسم ہو چکتا ہو تب وہ بیس ہزار کام کرنیوالی
 ٹھیکان سب ملکر دو ہزار بیکار مکھیوں کو بھی مار ڈالتی ہیں اس واسطے کہ موسم سرما میں
 جو شہد جمع رہتا ہو اُسکو سوائے اُن محنتی مکھیوں کے اور کوئی مفت نہ چاٹ جاوے۔
 چھتے کا تمام کام محنتی مکھیاں کرتی ہیں وہی اُسکو بناتیں اور اُسکی اور ملکہ مکھی کی
 نگہبانی کرتیں اور شہد جمع کرتیں اور موم بناتیں اور بچوں کی پرورش کرتی ہیں
 چھتار کھنے سے پہلے ایک قسم کے گوند سے جو انگو پھولوں میں ملتا ہو اس جگہ کے
 تمام سوراخ اور درزین بند کرتی ہیں۔ پھولوں کا زیرہ کھا کر جو اُنکے پیٹ میں موم
 بن جاتا ہو اُس سے وہ اپنے چھتے کو حسین بہت سے خانے چھ گوشہ نہایت خوبی او
 درستی کے ساتھ بنے رہتے ہیں تیار کرتی ہیں اُس میں چند خانے شہد سے پُر رہتے ہیں
 اور چند اندون سے اور وہی ایک رانی مکھی سب اندون کو دیتی ہو اور گرمی کے
 دنوں میں شمار کرنے سے دریافت ہوا ہو کہ کچھ کم زیادہ چالیس ہزار اندھے دیتی ہو
 اندھے کئی روز میں شکل گھن کے ہو جاتے ہیں پھر ایک ہفتے میں ان پر خول چڑھ جاتی ہیں
 جب تک وہ شکل گھن کے رہتے ہیں تب تک انکو محنتی مکھیاں چاک چاک کر کھلاتی ہیں
 اور بعد خول چڑھنے کے خانوں میں موم سے بند کر دیتی ہیں پندرہ روز کے عرصے میں
 وہ مکھی ہو کر اُن خانوں کو توڑ پھوڑ کر باہر نکل آتی ہیں پھر اُس چھتے کی مکھیوں کے تس
 ملکر اُن مکھیوں کا سا کام کرنے لگتیں ہیں جب چھتے میں نگہبان زیادہ ہو جاتے ہیں
 تب ان میں سے بسبب لڑائی کے بہت سی مکھیاں وہاں سے نکل کر دوسری جگہ پر

پھپھڑا اور گلپھڑا نہیں ہوتا صرف چھوٹے دوسو راج ہوتے ہیں اُنکے ویسے سے دو
 دم لیتے ہیں اُنکی آنکھیں خدا نے عجیب بنائی ہیں ہر چند دو آنکھوں کے سوا کسی جانور کے
 نہیں ہوتی ہیں مگر اُنکی اتنی آنکھیں ہوتی ہیں جنکا شمار کرنا محال ہے وہ اُنکے ویسے سے
 بغیر سر ہلانے کے ایک بارگی سب طرف نظر کر سکتے ہیں۔ کبھی کی آنکھ جو ایک دکھلائی دیتی ہے
 ویسی آنکھیں آٹھ ہزار سے زیادہ ہوتی ہیں مگر بغیر خرد بین کے لڑکوں کو اس بات کا
 یقین آنا دشوار ہے اُنکی زبان بھی عجیب طرح کی ہوتی ہے اگرچہ بہت چھوٹی ہے مگر تو بھی ہاتھی
 سونڈ کے مانند اسکا ڈول ہوتا ہے۔ مچھر۔ گنگلی وغیرہ اسی زبان سے آدمی کے بدن میں
 سوراخ کر اسکا خون چوستے ہیں اسی طرح پر شہد کی مکھی وغیرہ پھولوں کا عرق پیتی ہیں
 خدا نے اُنکے دونوں بازو کسطح کے باریک اور خوبصورت بنائے ہیں اور اس باریکی
 بھی اگر تم خرد بین کے ویسے سے دیکھو تو اُن پر دن پر کس کس طرح کی باریک اور
 چٹک دار ذرہ ذرہ سی دیویاں جڑی ہوئی ہیں کہ جو خالی آنکھ سے ہرگز نہیں دکھلائی
 مگر مٹی کی آٹھ آنکھیں ہوتی ہیں انہیں سے دوسرے اوپر ہوتی ہیں اور دو آنکھوں کی
 جگہ پر اور دو اُنسے کچھ تفاوت پر اور دوسرے کی آنکھوں سے کچھ ہٹ کر۔ تیتری کے
 بین ایک ایک مربع پنجہ پر لاکھ لاکھ دیویاں شمار کی گئی ہیں اور تماشایہ ہے کہ انھیں
 چھوٹے پروں سے یہ جانور جلد اڑتے ہیں یہاں تک کہ مکھی ایک گھنٹے کے عرصے میں
 ۳۰ میل تک اڑ سکتی ہے ان کیڑوں کے پیر چھ سے کم نہیں ہوتے اور کسی کے تسوے
 بھی زیادہ شہد کی مکھی ان جو چھتا بناتی ہیں انہیں خدا کی حکمت دکھلائی دیتی ہے
 شہد و اسے چھتوں میں تین طرح کی مکھیاں ہوتی ہیں۔ اول سب سے بڑی مکھی
 یعنی ملکہ ہوتی ہے۔ دوم دو ہزار نر جو کچھ کام نہیں کرتے۔ سوم بین ہزار مکھیاں

وہ دودھ پینے والے جانوروں کی قسم سے ہے کیونکہ وہ اندانہیں دیتی بچہ جاتی ہے اور بچے کو دودھ پلاتی ہے اور دنیا کے سب جانوروں سے بڑی ہوتی ہے قریب تلونیت کے لمبی اور اس سے تھوڑا ہی کم چوڑی ہوتی ہے اسکا وزن کچھ کم زیادہ چار ہزار من کا ہوتا ہے اور اسکا منہ بیس فٹ لمبا جسمین بڑی ڈونگی آدمیوں سے بھری ہوئی بخوبی ساسکتی ہے اسکی دم چوبیس فٹ چوڑی ہوتی ہے اسکی ٹکڑ سے جہاز غارت ہو جاتا ہے اور اسکا پیپھر آدمی کے پیپھر سے کی مثل ہوتا ہے اور دم تب ہی لیتی ہے جب پانی سے باہر سر نکالتی ہے اور شمال اور جنوب کے سمندر میں رہتی ہے اور اس کے بدن میں چربی زیادہ ہوتی ہے اس لیے فرنگستان کے آدمی جہازوں پر سوار ہو کر اسکا شکار کرتے ہیں اور اسکی چربی کو تیلی وغیرہ بنانے کے کام میں لاتے ہیں *

گیارہواں سبق

بے ہڈی کے جانوروں کے بیان میں

شاگرد۔ آپ کی زبان سے ہڈی دار جانوروں کا حال بخوبی سنا مگر

بغیر ہڈی والے جانوروں کا بیان سنا چاہتا ہوں *

استاد۔ شکے بدن میں ہڈی نہیں ہوتی وہ بھی جانور چند قسم کے ہوتے ہیں مثلاً سنک۔ گونگھی۔ کچھوے۔ جونک۔ کیڑے۔ کوڑے۔ پتنگے وغیرہ۔ اگرچہ خدا کی شان اور حکمت تمام چیزوں میں نظر آتی ہے مگر تو بھی ان کیڑوں پتنگوں کے ملاحظہ کرنے سے جو زمین اور پانی اور ہوا میں میٹھا رہیں نہایت تعجب آتا ہے یعنی باوجودیکہ یہ جانور سقندر چھوٹے اور بقدر ہوتے ہیں مگر ایسے ایسے عجیب و غریب کام کرتے ہیں کہ انکا بیان نہیں ہو سکتا ان کیڑوں پتنگوں کے بدن میں دم لینے کے لیے ہڈی دار جانوروں کی طرح

وسوان سبق مچھلیوں کے بیان میں

ہڈی دار جانوروں کی چوتھی قسم مچھلیاں ہیں یہ صرف پانی میں رہ سکتی ہیں اور کبھی جانوروں سے انہیں یہ تفاوت ہے کہ وہ تو پیپٹھڑے اور ناک و منہ کی راہ سے دم لیتے ہیں اور انکے پیپٹھڑے انہیں ہوتا دم لینے کے واسطے گروں پر دونوں طرف دو سوراخ ہوتے ہیں انہیں گلپٹھڑا کہتے ہیں بعض بعض مچھلیاں نہایت خوبصورت بلکہ سنہری روپہلی رنگ کی ہوتی ہیں انکی آنکھ ایسی ہوتی ہے کہ انہیں بخوبی پانی میں بھی اُس سے دکھلائی دیتا ہے مچھلیاں بول نہیں سکتیں اور انکے کان نہیں ہوتے لیکن آواز سن سکتی ہیں کیونکہ اکثر کھلانے سے گھنٹے کی آواز کے ساتھ ہی سب مچھلیاں پانی میں جمع ہو جاتی ہیں ہر ایک مچھلی کئی لاکھ کے قریب انڈے دیتی ہے انکے انڈے بھی چوپا گرمی سے پکتے ہیں مچھلیوں کے بدن پر بھی کسی کے تھوڑے اور کسی کے زیادہ پر لگے رہتے ہیں اور انکو ان پر دن سے پانی پر پیرنے میں وہی مدد ملتی ہے جو کہ پرندوں کو ہوا پر اڑنے میں بازوؤں سے ملتی ہے اور انکی دم پانی میں وہی کام کرتی ہے جو کہ پرندوں کی دم ہوا میں کرتی ہے۔ خدا نے اپنی خلقت کے گزارے کے لیے ایسا انتظام رکھا ہے کہ ہر ایک اپنا اپنا گزارہ ہر آسانی کر سکے دیکھو سمندر میں ایک ایسی مچھلی ہوتی ہے کہ جسکے نہایت چھوٹے ہوتے ہیں اور اسی سبب سے وہ جلد نہیں چل سکتی مگر خدا نے اُسکے سر کو ایسی طاقت دی ہے کہ اُسکے سبب سے وہ کسی بڑی مچھلی یا جانور کے تلے ایسی چٹ جاتی ہے کہ اس کو اوپر مچھلی کے ساتھ اب بھی چلی جاتی ہے اور اپنے بے قوت پیدا کرئی ہو اس مچھلی کو امورہ یا چونے والی مچھلی کہتے ہیں وہیل کو سب لوگ سمندر میں رہنے کے سبب مچھلی کہتے ہیں لیکن فی الحقیقت

انکے منہ میں اوپر کو دونوں طرف دو دانت لمبے اور تیز ہونے ہیں ان دانتوں کی جڑوں میں چھوٹی چھوٹی گوشت کی تھیلیاں زہر سے جو تیل کے مانند ہوتا ہے پڑتی ہیں اور وہ دونوں دانت سانپ کے تالو میں چپان رہتے ہیں جب کسی کو کاٹنا چاہتا ہے تو وہ دانت کھڑے ہو جاتے ہیں اور کاٹنے کی حالت میں انھیں دانتوں کی راہ ہو کر زہر زخموں کے اندر بھر جاتا ہے جسکے اثر سے اگر جلد روانہ نہ ہو پچھے تو آدمی مر جاتا ہے اکثر سانپ جب تک چھیڑا نہیں جاتا تب تک نہیں کاٹتا۔ کیڑوں کے بھی پرندوں کی طرح انڈے ہوتے ہیں مگر ان پر بیٹھ کر بیٹے نہیں انکے انڈے دھوپ کی گرمی سے پکتے ہیں اس واسطے انھیں ایسی جگہ میں رکھتے ہیں جہاں انکو دھوپ لگے پھر پھوٹ کر ان سے بچے نکلیں اور اُس جگہ انکو کھانے کو بھی ملے۔ کچھوا اکثر قریب ایک سو کے انڈے دیتا ہے اور کنارے وریا کے بالو پر رکھ کر بالو سے تھپا دیتا ہے پھر وہ سورج کی تیش سے پاک کر جب پھوٹتا تو ان انڈوں سے بچے خود بخود کود کر پانی میں چلے جاتے ہیں پھر زباں کو انکی کچھ بھی حفاظت نہیں کرنی پڑتی صرف وہ خدا کے بھروسے پر رہتے ہیں کیونکہ اگر حقیقت میں خیال کرو تو وہی سب کا زباں ہی کیڑے چند روز تک بغیر خوراک کے بھی جی سکتے ہیں اور کچھوا برس روز سے زیادہ بھی بھوکا جی سکتا ہے اسکی عمر بھی زیادہ ہوتی ہے سو اسوہرنگ بھی زیادہ جی سکتا ہے۔ ہندوستان اور مصر وغیرہ گرم ملکوں کی ندیوں میں۔ مگر اور گھڑیاں تینس تینس فٹ یعنی دس دس گز لمبے ہوتے ہیں اور ایسے زور آور کہ آدمی کو بلکہ گائے بھینس کو بھی کھینچ لے جاتے ہیں اور قریب تلو کے انڈے دیتے ہیں لیکن ان انڈوں کو سانپ اکثر کھا جاتا ہے اس باعث سے انکی زیادتی نہیں ہونے پاتی +

کہ وہ اُن پتھروں پر پیڑ پوتا اُگنے کے واسطے مٹی کا کام دیتی ہو اگرچہ پرند یہ نقصان بھی کرتے ہیں کہ کھیت کا دانہ چُک جاتے ہیں مگر اس نقصان کی بہ نسبت بہت فائدہ بھی اُن سے حاصل ہوتے ہیں شتر مرغ جو عرب اور افریقہ میں پیدا ہوتا ہے اسکی برابر کوئی پُڑ دراز قند نہیں ہوتا اور نہایت تیز روا اور اس میں شک نہیں کہ آٹھ فٹ اونچا ہوتا ہے اور ڈیڑھ سیر کا انڈا دیتا ہے :

نوان سبق کیڑوں کے بیان میں

شاگرد۔ آپ کی زبان شریف سے دودھ پینے والوں اور پرندوں کا حال میں نے سنا مگر ہڈی دار جانور کی قسم کے ہوتے ہیں اُنکا بھی حال سنا چاہتا ہوں :

استاد۔ ہڈی دار جانوروں کی تیسری قسم کیڑے ہیں مثلاً سانپ۔ کچھوے۔ مگر۔ گھریاں۔ مینڈک۔ چھپکلی۔ گرگٹ۔ گوہ۔ بسکپٹر۔ وغیرہ دودھ پینے والوں اور پرندوں کی بہ نسبت کیڑوں میں بڑا تفاوت ہے کیونکہ اُن دونوں قسموں کا خون سرخ اور گرم ہوتا ہے جیسا ہم لوگوں کا ہے اور اِن کیڑوں کا خون سبک اور پھیکے رنگ کا ہوتا ہے اور اکثر ٹھنڈا۔ مگر اتنا فرق بھی ہے کہ کیڑے زیادہ عرصے تک بغیر دم لینے کے زندہ رہ سکتے ہیں اور بھی سردی کو اسقدر برداشت کر سکتے ہیں کہ دوسرے سے کبھی نہوسکے اکثر برف کے دریاں میں مینڈک زندہ ملتے ہیں بعض کیڑے پانی میں رہتے ہیں بعض زمین پر اور بعض دونوں جگہ۔ بعض بولتے ہیں اور بعض مطلق نہیں بچار پاتے رکھتے ہیں اور بعض بعض زیادہ۔ سانپ کے پیر نہیں ہوتے وہ پیٹ کے ذریعے سے حرکت کرتا ہے اور بہت جلد دوڑتا ہے سانپ کئی قسم کے ہوتے ہیں اُن میں سے بعض سردار

اور اُسکے بہت کام میں آتی ہیں شکاری چڑیاں اپنے جوڑے کے ساتھ پہاڑ کی چوٹیوں اور جنگلوں میں گھوسلے بناتی ہیں اور غیر پرندوں کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیتیں۔ باز اور جرہ اس قسم کی چڑیاں نہایت جبری اور قیمتی ہوتی ہیں جو لوگ انکی پرورش کرتے ہیں انکے واسطے وہ کبوتر وغیرہ پرندوں کو شکار کر لاتی ہیں باز مادہ اور جرہ اُسکا نہر پرند جب اپنے گھوسلے میں انڈے دیتے ہیں تو مادہ انڈے پوٹھکھکڑی روز تک اُسکو سیتی ہے اور نر تک اپنی مادہ کو چارپونچا تار ہٹاتا ہے کیونکہ اگر مادہ انڈوں کے پھوٹنے کے پہلے ذرہ بھی اُسپر سے ہٹے اور سینے میں فرق پڑے تو انڈا سردی کے سبب سے گندہ اور ناقص ہو جائے۔ پرند کے انڈے چند روز کے عرصے میں پاک کر ٹوٹ جاتے ہیں۔ مرغی اپنے انڈوں کو ۲۱ روز سیتی ہے کوئی پرند ایک انڈا کوئی دو انڈے دیتا ہے اور کوئی زیادہ۔ پرند کی عمر بھی زیادہ ہوتی ہے۔ گدھ۔ عقاب۔ اور طوطے۔ تئو برس تک جیتے ہیں اور ربط اور کبوتر بیس برس تک جیتے ہیں۔ غور کر کے دیکھو تو دنیا میں ان پرندوں سے انسان کے بڑے کام ملتے ہیں کیونکہ چیل کو تھ گدھ عقاب وغیرہ شہر اور گائوں کے نزدیک سے بس قدر غلبظ اور مردار پھینک اٹھا کر لجاتے ہیں اگر وہ سب رہنے پاویں تو جلد زمان کی ہوا بگڑ کر بیماریاں پیدا کرے اور یہ جانور اکثر چوہے اور لاکھوں قسم کے کیرے مکوڑے بھی کھاتے ہیں جنکی کثرت سے کھیتی اور باغوں کا نقصان ہو جاتا ہے اور گود بسکپڑا سانپ وغیرہ موزی جانوروں کو بھی ہلاک کرتے ہیں اکثر پرندوں کی بیٹ سے درختوں کے بیج ایسے ایسے مقاموں پر پڑ کر درختوں کے اگنے کے باعث ہوتے ہیں جہاں کسی طور بھی ان درختوں کا تخم نہیں پونچ سکتا اور اکثر چڑیوں کی بیٹ سمندر کے پہاڑوں پر اسقدر جمع ہو جاتی ہے

پرنندون کے بیان میں

شاگرد۔ آپ نے چوپایوں کا احوال بیان کیا پرنندون کا بھی کچھ احوال بیان کیجیے +

استاد۔ جھکے پر ہوتے ہیں وہ پرنند کھلاتے ہیں اور وہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک آبی۔ دوسرے خوشکی میں رہتے ہیں خدا نے انکا بدن سبک بنایا اور تمام پر پچھنے کی طرف جھکے رکھے تاکہ پرواز کے وقت ہوا رکنے پناوے دو بازو کے ویسلے سے اُنگو ہوا میں ٹھہرنے کے لیے ملت ملتی ہو اور وہ دم سے وہ کام نکالتے ہیں جو کشتیوں میں پتوار نکلتا ہے یعنی جسطور سے کشتی کو پتوار سے موڑتے ہیں اُسی طرح پرنند بھی دم کے ویسلے سے پرواز کے وقت جدھر کو چاہتے ہیں مڑ جاتے ہیں۔ پرنندون کے دانت نہیں ہوتے وہ چوچ سے دانے توڑ کر کھاتے ہیں بعضے جو ثابت دانہ نکلتے ہیں وہ دانہ پہلے ایک جگہ میں اُنکے پیٹ کے اندر جا کر نرم ہوتا ہے تب ہضم ہونے کے لیے معدے میں پہنچتا ہے پرنند اکثر درختوں پر رہا کرتے ہیں اور بعض پانی میں بھی رہتے ہیں مگر زمین کے باشندے پرنند کم ہیں جو پرنند درختوں پر بستے ہیں اُنکے بچے کشادہ ہوتے ہیں تاکہ وہ درختوں کی ڈالیوں پر بخوبی جم سکیں اور چوپانی میں رہتے ہیں اُنکے پنجے ایک چمڑے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ اُنکے کام میں اس طرح آتے ہیں جیسے کشتی کے کام میں ڈانڈ۔ اور اُنکی دم کے نزدیک ایک چھوٹی سی تھیلی بھی رہتی ہے اُسکے اندر ایک چیز تیل کے مانند ہوتی ہے وہ جب اُس تیل کو اپنے پروں میں لگاتے ہیں تو پانی سے انکا بدن ہرگز نہیں ہسکتا۔ پرنندون کے ہر سال گر کر از سر نو جھتے ہیں اُسے گریز کہتے ہیں جو چڑیاں کیڑے مکوڑے اور دانہ کھا کر جیتی ہیں وہ اکثر باہم اتفاق سے رہتی ہیں اور آدمی سے جلد مل جاتی ہیں

۱۔ درختوں پر
۲۔ پانی میں
۳۔ زمین پر
۴۔ درختوں پر
۵۔ پانی میں
۶۔ زمین پر

بھرتے ہیں جس اناج کے آٹے کی خواہش ہوتی ہو اسکو چکی یا پتلی میں پسواتے ہیں
اور دھوپیں اور ہوا کے زور سے بھی چکیاں چلتی ہیں۔

ساتواں سبق

چوپایوں کے میان میں

شاگرد۔ آپ کی زبان شریف سے انسان کے خواص اور کاموں کا بیان سنا
دل خوش ہوا مگر جانوروں کی تھوڑی کیفیت بیان فرمائیے۔

استاد۔ ایک طرح کے جانور چوپائے ہوتے ہیں جو چار پیروں سے چلتے ہیں
مثلاً۔ ہاتھی۔ گھوڑا۔ اونٹ۔ گدھا۔ گاسے۔ بھینس۔ بھیری۔ بکری وغیرہ انہیں سے کسی کے
پیروں میں شل گھوڑوں کے ٹھون کے سم ہوتا ہو اور کسی کے پیروں میں بھیری بکری اور سور کے
ماند پٹا ہوا سم نظر آتا ہو اور کسی کے پیروں میں بلی اور بچھ اور شیر کی مثال پنچہ دار ہوتی ہیں
ایسے جانوروں سے انسان کا بڑا مطلب نکلتا ہو دیکھو بھیری کے بالوں کو کاٹ کر
سوت کا تے اور پھر اس سے بہت اچھے اچھے کپڑے بنالیتے ہیں ہالیہ اور تبت میں
جو بکریاں پیدا ہوتی ہیں انکے بالوں سے شال ووشالے رومال وغیرہ پٹینہ تیار
کیا جاتا ہو یہ نسبت اون کے بہت گرم اور نرم ہوتا ہو۔ اکثر جانوروں کا پوست
پٹاڑے اور کنش وغیرہ کے مڑھنے اور بنانے میں کام آتا ہو اکثر جانوروں کے
سینگ اور ہاتھی دانت سے گنگھی وغیرہ نہایت عمدہ اور نفیس چیزیں بنتی ہیں
سراگاسے کی دُم کا چنور بنتا ہو اور بہت سے جانوروں کی چربی سے بتیان وغیرہ
بنائی جاتی ہیں۔

آٹھواں سبق

کھانے کا غلہ کس جگہ اور کیونکر پیدا ہوتا ہے۔

استاد۔ اکثر کھانے کی چیزیں شہر کے باہر اطراف میں پیدا ہوتی ہیں جس قطعہ زمین میں غلہ اور ترکاریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں اُسکو کھیت کہتے ہیں بعض زمین ایسی ہوتی ہے کہ اُس میں انسان حتی الامکان محنت اور کوشش کرتا ہے مگر کچھ پیدا نہیں ہوتا اُس زمین کو اُوسرا ورنجر کہتے ہیں تخم ریزی کے پہلے کھیتوں کو ہل چلا کر درست کرتے ہیں اِس ملک میں ہیلون سے ہل چلایا جاتا ہے مگر انگلستان میں گھوڑوں سے اور عرب میں اونٹوں سے۔ زمینداری کا کام بڑی خوشی اور تندہی کا باعث ہے کاشتکاروں کو ہمیشہ آرام اور دم لینے کے واسطے باہر کی تازی ہوا میسر ہوتی ہے اور یہی سبب ہے کہ بہ نسبت شہر کے لوگوں کے وہ بہت زور آور اور موٹے تازے ہوتے ہیں پہلے کھیتوں کو جوت کر انہیں بیج ڈالتے ہیں پھر اُن بیجوں سے کھلے ٹھلکے سوچ کی گرجی سے درخت ہو جاتے ہیں جب خوشے پاک کر ہنگ زد ہو جاتے ہیں تب لائق کاٹنے کے خیال کیے جاتے ہیں۔ پہاڑوں میں بھی مثل ملکوں کے فصلیں معین ہیں۔ ایک بیج۔ دوسری خریف۔ فصلوں میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اُسکی تفصیل ہے۔ جو۔ گندم۔ دھان۔ کو دوں۔ مکئی۔ بھجوا۔ سرسوں۔ اسی۔ تل۔ ماش۔ مونگ۔ موٹھ۔ ارہر۔ چنا۔ مسور۔ کپاس۔ کسم۔ اورک۔ افیون۔ آلو۔ اروی۔ مٹر۔ گوبھی۔ شلغم۔ پیاز۔ مولیٰ۔ گاجر۔ بینگن۔ کدو۔ ترٹی۔ لکڑی۔ کھیرے۔ بھنڈی۔ سیم۔ ساگ وغیرہ اجناس اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جوار۔ اجرا۔ پہاڑوں میں نہیں پیدا ہوتا ہے۔ کھیتوں سے غلہ کاٹ کر اُسکا خرمن کرتے ہیں اور ہیلون کے پیروں سے روندوا لیں جب غلے سے بھوسی علیحدہ ہو جاتی ہے تب اُسکو صاف کر کھٹوں اور کوٹھون میں

جہاں ارادہ کرتے ہیں وہاں تہمتاں لیتے ہیں یا چھپر چھالیتے ہیں یہ لوگ نسبت جنگلی آدمیوں کے عقلمند ہوتے ہیں اور انہیں آدمیت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ بھیری بکری گائے بھینس گھوڑا اور اونٹ وغیرہ کی نگہبانی اور پرورش کرتے ہیں بہ نسبت شکار کرنے کے زیادہ ہوشیاری اور چالاکی چاہیے انکی جائیداد بھی مویشی ہی سطح کے آدمی تاتارا اور عرب میں بکثرت بستے ہیں ہندوستان میں قوم کنجا اور گھوسی وغیرہ اس قسم کے ہیں تیسری طرح کے آدمی یعنی تمیز دار یہ لوگ صرف مویشی ہی نہیں رکھتے بلکہ زراعت بھی کرتے ہیں اور سب طور کے علوم و فنون حاصل کر نہایت عجیب و غریب چیزیں تیار کرتے ہیں اور براہ خشکی و تری تجارت اور سوداگری کر کے سب طرح کے آرام حاصل کرتے ہیں اور اپنی بود و باش کے لیے خوبصورت و عظیم الشان مکانات تیار کرتے ہیں اور انکی سکونت کے سبب سے شہر اور گاؤں آباد ہو جاتے ہیں — تمیز داروں میں باعتبار اپنی اپنی دولت اور لیاقت اور پیشہ اور عہدے کے بہت سے مرتبے مقرر ہوتے ہیں چنانچہ کوئی امیر کوئی غریب کوئی مہاجن کوئی دکان دار اور کوئی عامل عدالت اور کوئی خدمتگار ہوتا ہے تمیز دار آدمی دستور اور آئین پر چلتے ہیں اور اس دستور کو صلاح کے موافق جیسے سب کو فائدہ اور آرام حاصل ہو بنالیتے ہیں جو کوئی انکے ساتھ رہتا اسکو ضروران دستوروں پر عمل کرنا پڑتا اگر خلاف دستور اس سے کوئی امر صادر ہوتا تو حاکم کے پاس مستوجب سزا کا ہوتا ہے *

چھٹا سبق

غلے کی پیدائش کے بیان میں

شاگردو میں نے احوال آدمیوں کا بخوبی سنا اب یہ سنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کے

دیکھو آدمی کی عمر سو برس کے قریب تک ہوتی ہے اور درمیان کا کچھ حال معلوم نہیں ہے
ایک روز سبکو مرنا ہے اور ظاہر ہے کہ جیسے باپ دادا سے پر دادا سے اس دنیا کو
چھوڑ گئے ہیں اسی طرح سبکو بھی ایک دن چھوڑنا پڑیگا اس واسطے کوئی کام بُرا مت کرو کہ
بعد مرنے کے خدا کے رو برو گنہگار ٹھہرو۔

پانچواں سبق

آدمیوں کی اقسام کے بیان میں

شاگرد۔ باعتبار علم و فضل کے انسان ایک طرح کے ہوتے ہیں یا کئی طرح کے
استاد۔ باعتبار ریاست انسانی کے آدمی تین نوع کے ہوتے ہیں۔ اول جنگلی
دوم خانہ بدوش۔ سوم تمیز دار۔ جنگلی آدمی ایسی بات کا کچھ خیال نہیں کرتے ہیں جس
انکا گزارہ ہمیشہ آرام تمام ہوا کرے یہ لوگ نہ درخت بوتے نہ کھیتی کرتے ہیں اور نہ
کھانے پینے کے واسطے کچھ جمع کرتے ہیں جب بھوک لگتی ہے تب چرند پرند یا مچھلی کا
شکار کر انکے گوشت سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انکے چمڑے اور پروں کو اوڑھنے
پچھانے کے کام میں لاتے ہیں اس طرح کے آدمی جمع ہو کر گاؤں اور شہروں میں
نہیں بستے بلکہ مکان حویلی بھی اپنی سکونت کے لیے نہیں بناتے صرف جانور کے
چمڑے یا درخت کے پتے اور چھال سے جھوپڑے بنا لیتے ہیں یا پہاڑ اور زمین کے
غاروں میں رہ کر گزارا کرتے ہیں ان لوگوں کا کوئی سردار اور رئیس نہیں ہوتا اور
اس طرح کے آدمی اکثر جنگل اور پہاڑ اور سمندر کے جزیروں میں بستے ہیں۔ دوسری قسم کے
آدمی یعنی خانہ بدوش یہ لوگ ایک مقام پر بالاستقلال نہیں بستے جہاں چرائی کی جگہ
پاتے ہیں وہاں اپنے مویشی لیکر جاتے ہیں اور نشست و برخاست کے لیے

باشندے کھلاتے ہیں مثلاً ترک عرب وغیرہ اور انکی ایک علیحدہ قوم مقرر ہو جاتی ہے۔
اس دنیا میں بہت سے ملک اور قوم موجود ہیں اور ہر ایک ملک کے آدمیوں کی
جدی جدی صورتیں اور طریقے ہوتے ہیں +

آدمی کے ایک طرف کے اعضاء ہست کھلاتے ہیں دوسری طرف کے چپ۔ لڑکوں کو
ضرور معلوم کرنا چاہیے کہ کس طرف کے اعضاء یعنی ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ پسلی۔ بازو۔ رخسارہ۔ کینٹی۔
کلائی۔ پنجہ۔ ایڑی۔ تالو۔ پنڈلی۔ ران وغیرہ ہست ہیں اور کس طرف کے چپ نسبت
اعضاؤں کے ہست سے بہت کام نکلتے ہیں دل ہمیشہ بائیں طرف کو دھڑکتا ہے
دہنے ہاتھ سے کھاتے اور سلام کرتے ہیں دہنی طرف بیٹھنے کے لیے جگہ مٹی عزت کی
نشانی ہے۔ آدمی دن بھر محنت اور مشقت کرتے اور تھک کر رات کو سوتے ہیں اور جب
وے سوتے ہیں تب آنکھیں بند کر زمین پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر سونے کی حالت میں
خواب بھی دیکھا کرتے ہیں +

شاگرد۔ آپ نے انسان کی کیفیت بخوبی بیان کی اور اس سے مجھ کو بہت آگاہی
حاصل ہوئی مگر انسان کا اور بھی کچھ احوال کیے +

استاد۔ انسان کی کیفیت تو لا انتہا ہے مگر میں بطور اختصار بیان کرتا ہوں یعنی
جب تک آدمی کی شادی نہیں ہوتی ہے تب تک مرد کو کوارا اور عورت کو کواری کہتے ہیں۔
شادی ہونے کے بعد عورت اور مرد جو رخصتم کھلاتے ہیں جب انکے لڑکے پیدا ہوتے ہیں
تب مرد باپ اور عورت ان کھلاتی ہے۔ جب خاوند مر جاتا ہے عورت بیوہ ہو جاتی ہے اور
جب ماں باپ دونوں مر جاتے ہیں تب لڑکا یتیم کھلاتا ہے جب بدن سے جان نکلتی ہے
تب اُسکو مردہ کہتے ہیں پھر نہ وہ دیکھتا ہے نہ سنتا نہ ہلتا نہ چلتا شل مٹی کے ہو جاتا ہے۔

عقل اور فہم سوئے آدمی کے اور کسی جانور کو نہیں بخشی اور جانوروں کو فقط اتنی ہی عقل دی ہو کہ جس سے وہ اپنی حاجات ضروری رفع کر سکیں اور ان چیزوں سے جو ان کے حق میں مضر ہیں محفوظ رہیں انکی عقل و فہم آدمی کی عقل کے مانند نہیں ہوتی ہی جس سے وہ اپنے اور ہمنسون کے آرام کے واسطے نئی نئی چیزیں ایجاد کر سکیں یا ایک کے تجربے سے دوسرا فائدہ اٹھاوے جیسے آدمیوں نے اپنی عقل کے ذریعے سے دکانی جہاز اور گاڑی اور گھڑی اور توپ وغیرہ سب کام کی چیزیں تیار کیں اور مختلف اقسام کے علوم کی کتابیں لکھیں جنکے وسیلے سے ہزاروں برس کی کیفیت اور ماہیت زمین اور آسمان کی بخوبی معلوم ہو سکتی ہے جب تک آدمی کم سن اور بے دماغی موچہ رہتا ہے تب تک اسے لڑکا کہتے ہیں اور جب صاحب ریش ہو جاتا ہے تب جوان کہلاتا ہے اور جب بالوں پر سفیدی آ جاتی ہے تب آدمی بوڑھا کہلاتا ہے انسان عقل کے زور سے سردی گرمی اور بینہ پانی سے اپنی حفاظت کر سکتا ہے یعنی انسان کے بدن پر بال و پر نہیں ہوتے اور وہ اپنے بدن کی حفاظت کے لیے کپڑے تیار کر پنتے ہیں۔ آدمی تنہا رہنا پسند نہیں کرتا اور جماعت میں رہنے سے بہت خوش رہتا ہے جس جگہ تھوڑے سے گھر ہوتے ہیں لوگ اس جگہ کو گاؤں بولتے ہیں اور جب بہت سے گھر کسی مقام پر آباد ہو جاتے ہیں تب وہ قصبہ یا شہر کہلاتا ہے جس شہر میں بادشاہ یا راجہ رہتا ہے اسکو دارالسلطنت بولتے ہیں مثلاً شاہ اودھ کا دارالسلطنت شہر لکھنؤ تھا اور جیسے بیشتر ہندوستان کا دارالسلطنت دہلی تھا جس مکان میں بادشاہ یا راجہ رہتا ہے اسکو محل اور دربار کہتے ہیں۔ آدمی ایک جگہ رہنا اسواسطے قبول کرتا ہے کہ باہم ایک دوسرے کی مدد کر سکے جتنے آدمی جس ملک میں بستے ہیں وہ اس ملک کے

جانور دو طرح پر ہیں۔ اول جنکے بدن میں ہڈی ہوتی ہے مثلاً انسان۔ گھوڑا۔ ہاتھی۔ چڑیا وغیرہ۔ دوسرے جنکے بدن میں ہڈی نہیں ہوتی جیسے کیچڑا۔ جونک۔ مکھی۔ گھونگھی۔ سنکھ۔ ان دونوں قسم کے جانوروں کے پیٹ میں معدہ ہوتا ہے یعنی وہ جگہ ہبسان کھانا مجتمع ہو کر مضغ ہوتا ہے حیوانات اور نباتات کے درمیان اتنا ہی تفاوت ہے کہ نباتات میں معدہ نہیں ہوتا ورنہ نباتات بھی جاندار ہیں۔

شاگرد۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نباتات میں بھی جان ہے۔ استاد۔ اگر نباتات میں جان نہوتی تو کیونکر بڑھ سکتے نباتات کے بیان میں ذکر اس امر کا مفصل کیا جائیگا۔

چوتھا سبق انسان کے بیان میں

شاگرد۔ بھلا یہ تو معلوم ہوا کہ نباتات میں بھی جان ہے اب آپ اقسام دو طرح کے جانوروں کے بیان کیجیے۔

استاد۔ معلوم کرنا چاہیے کہ ہڈی دار جانور چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول دودھ پینے والے یعنی جنکے بچے اپنی ماں کا دودھ پیتے ہیں۔ دوم پرند۔ سوم کیرے۔ چارم مچھلی۔ دودھ پینے والے سوائے انسان۔ اور نساں یعنی بن مانس کے اکثر چار پائے ہوتے ہیں اور زمین پر رہتے ہیں بندر گھری وغیرہ جانور درخت پر بھی رہتے ہیں دودھ پینے والے جانور انسان کی سواری بار برداری اور غورخ و پوش کے لیے کام میں آتے ہیں ہاتھی سب جانوروں سے ڈیل ڈول میں بڑا ہوتا ہے اور شیر سب سے زیادہ زور آور ہونے کے سبب سے جانوروں کا پادشاہ کہلاتا ہے خدا نے

یہ نام جانور
کے پادشاہ انسان
کے ہوتا ہے

شاگرد۔ اول ہمیں یہ سمجھائیے کہ خلقت کے کیا معنی ہیں ؟
استاد۔ خلقت کے معنی اشیاء موجودہ ہیں مثلاً انسان۔ چرند۔ پرند۔ درخت۔
خاک۔ باد۔ آب۔ آتش وغیرہ ؟

شاگرد۔ خلقت ایک ہی طرح کی ہی یا کئی طرح کی ؟
استاد۔ قدیم حکما کے نزدیک خدا نے پہلے بنیاد خلقت یعنی چار عناصر خاک۔
باد۔ آب۔ آتش۔ پیدا کیے اور انہیں سے تمام خلقت کو موجود کیا اگر خیال کر دیکھو
تو تمام مخلوقات تین نوع پر منقسم ہیں اور اسی لیے انکو موائید ثلاثہ کہتے ہیں واضح ہو
کہ عناصر ان اشیاء کا نام ہی جنکا وجود مرکب نہیں ہو ؟

دوسرا سبق انواع خلقت کے بیان میں

استاد۔ اول حیوانات مثل انسان و جانور وغیرہ جو عمداً اور ارادۃً حرکت
کر سکتے ہیں۔ دوم نباتات یعنی پھل پھول کے درخت اور گھاس وغیرہ جو زمین پر
اگتی ہیں۔ سوم جمادات جو چیزیں کھان سے نکلتی ہیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ ہیرا۔ گندک۔
ہر تال۔ مٹی۔ پتھر وغیرہ ؟

شاگرد۔ آپ نے مخلوقات کے انواع بیان کیے مگر ہر ایک جانور کی سکونت
کی جگہ کہاں کہاں ہے اور ان کے اقسام بتلایے۔

تیسرا سبق

جانوروں کی سکونت کی جگہ اور ان کے اقسام کے بیان میں
استاد۔ خاک۔ باد۔ آب۔ یہ تینوں جانوروں کی سکونت کی جگہ ہیں۔

خلقت کا بیان

فصل اول

پہلا سبق خلقت کے بیان میں

ایک استاد مدرسے میں بیٹھا ہوا طالب علموں کو درس دے رہا تھا کہ اتفاقاً ایک آدمی جنگلی گینڈے کو پکڑے ہوئے مدرسے کے سامنے آنکلا اُس جانور کو دیکھ سب طالب علم متحیر ہو کر استاد سے کہنے لگے کہ جناب ایسا جانور ہم نے کبھی نہیں دیکھا ہے۔ استاد - خدا کی خلقت میں ایسے ہزار ہا مخلوق ہیں کہ جنکی حقیقت صرف علم کے ذریعے سے معلوم ہوتی ہے جو تم لوگ تحصیل علم میں کوشش اور سعی کرو گے تو حقیقت حال دریافت کرو گے۔

شاگرد - اب ہماری یہ خواہش ہے کہ آپ زبان شریف سے خلقت کا کچھ بیان فرما دیں اور ہم سنکر کچھ آگاہی پیدا کریں۔

استاد - تمام خلقت کا خالق ایک قادر مطلق ہے اور اسکی قدرت و حکم سے مخلوقات کی پیدائش اور پرورش ہوتی ہے۔

خلقت کا بیان

مجاہد سید رشید صوبہ اودھ

حسب الحکم جناب فیض آباد جان سی نسفیلڈ صاحب ہاؤس ایم آے

انسپیکٹر مدارس ملک اودھ

لکھنؤ

منشی نول کشور کے چھاپہ خانہ میں چھاپا گیا

۱۸۸۳ء عیسوی

Handwritten text in a cursive script, likely a letter or document. The text is written in blue ink on a light-colored, textured paper. The handwriting is somewhat faded and difficult to decipher, but appears to be a continuous flow of text. The paper shows signs of aging, including small brown spots and a slightly uneven texture.

Khilakat Ka Bangla



خلقت کا بیان

مجاریہ سرسریستیم صوبہ اوڈھ

حسب الحکم جناب فیض آباد جان سی نسفیلڈ صاحب بہادر ایم اے

انسپکٹر مدارس ملک اوڈھ

لکھنؤ

منشی نول کشور کے چھاپخانہ میں چھاپا گیا

۱۸۸۳ء عیسوی

Khilqat kā bayān.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Aewul Kishore.



